مقصد تخلیق کائنات

مصنف

آسی غلام نبی وانی
مؤسس مجلس علمی جموں و کشمیر

ناشر
مجلس علمی جموں و کشمیر

تفصیلات

نام کتاب: مقصد تخلیق کائنات

مصنف : آسی غلام نبی وانی

اشاعت: ۲۰۲۲ء (باراول)

صفحات :124

تعداد:1000

سلسلہ مطبوعات نمبر : 3

قیمت:۱۵۰

کمپوزنگ : منیر احمد وانی ایڈیٹر ماہنامہ راہ نجات بارہمولہ

سیٹنگ : سالک بلال احمد

ناشر: مجلس علمی جموں وکشمیر

رابطہ نمبر:9797087730

ملنے کا پتہ : تمام اہل علم حضرات اس کتاب کو مجلس علمی کے دفتر واقع درقصبہ شیری بارہمولہ سے حاصل کر سکتے ہیں یا مجلس علمی کے کسی بھی ذمہ دار سے براہ راست رابطہ کر کے حاصل کر سکتے ہیں۔

© Copy right
All rights reserved

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

ایک گذارش

مجلسِ علمی ایک دینی و دعوتی محنت کا نام ہے، جس کا مقصد ریاست جموں و کشمیر کے عوامی حلقوں میں عموماً اور تعلیم یافتہ طبقے میں خصوصاً دینی سرگرمیوں کو فروغ دینا ہے۔ عوامی سطح پر چھوٹے چھوٹے اجتماعات منعقد کئے جاتے ہیں اور تعلیم یافتہ نوجوانوں کو دینی کُتب و رسائل کی طرف مائل کیا جاتا ہے۔ زیرِ نظر کتاب بھی اسی مہم کی ایک کڑی ہے۔ کتاب تیار ہوگئی اور اشاعت کے انتظار میں تھی کہ اسی دوران شیری بارہمولہ کے ایک معزز و محترم حاجی صاحب کا انتقال ہوا جن کا اِسم گرامی حاجی محمد یونس خان صاحب تھا۔ اُن کی شریف الطبع اولاد نے اپنے مرحوم والد صاحب کے ایصالِ ثواب کے لیے زیرِ نظر کتاب کو چھاپنے کے سلسلے میں مالی معاونت کرنے کی خواہش ظاہر کی تاکہ یہ عمل اُن کے والد مرحوم کے لیے صدقۂ جاریہ بن کر رہے، ورنہ اِس کتاب کو چھاپنے کا پروگرام مجلس علمی کے اپنے اشاعتی پروگرام میں تھا۔ ہم قارئینِ کرام سے گذارش کرتے ہیں کہ مرحوم کے لیے خصوصی دعا کریں۔ اللہ مرحوم کو جنتِ فردوس میں جگہ دے۔ آمین

فہرست عناوین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	پیش لفظ	1
۲	نظم	9
۳	مقصد اور قصد کے درمیان فرق	11
۴	خالق کائنات ہی مقصد تخلیق کائنات بیان کرسکتا ہے۔	13
۵	راز حیات وممات	18
۶	مقصد تخلیق کائنات	19
۷	تخلیق کائنات کے پیچھے منشاء باری تعالیٰ	23
۸	اللہ اپنے بندوں سے کیا چاہتا ہے	25
۹	تخلیق آدم سے متعلق مولانا رومی کی فکر کا خلاصہ	26
۱۰	بندوں کی بندگی سے اللہ کیا چاہتا ہے۔	31
۱۱	انسانی ارتقاء	32
۱۲	دنیا ایک وقتی نرسری (پرورش گاہ) ہے۔	35
۱۳	تخلیق آدم	37
۱۴	آزمانے کے لیے آزادی ضروری ہے	40
۱۵	انسان کے اشرف المخلوقات ٹھہرنے کی وجہ	42
۱۶	سوچ اور عمل دو طرح کے ہوتے ہیں۔	46
۱۷	اہم مخلوقات خدا کی تفصیل	50
۱۸	شیاطین جن	51
۱۹	جن	52
۲۰	انسان	53
۲۱	آدم	54
۲۲	قضاوقدر کسے کہتے ہیں۔	55
۲۳	تصوف کیا ہے۔	59
۲۴	درجات خیر وشر کی تفصیل	59
۲۵	مقصد تخلیق کائنات قرآن کی روشنی میں	62
۲۶	دنیا ایک امتحان گاہ ہے۔	118
۲۷	خلاصہ کتاب	120

پیشِ لفظ

زیرِنظر کتاب میں مجموعی اعتبار سے جن مضامین پر روشی ڈالی گئی ہے اُن کی تفصیل اس طرح ہے:

۱۔اللہ نے اس کائنات کو کیوں پیدا کیا یعنی اللہ کا تخلیقی منصوبہ کیا ہے؟

۲۔اس کائنات میں انسان کا کیا مقام ہے۔

۳۔اپنے فہم وشعور کو پہنچنے کے بعد انسان کو موت کیوں آتی ہے۔

۴۔موت وحیات کا سلسلہ کب تک چلتا رہے گا۔

۵۔آخری انسان کے موت کے بعد کیا ہوگا ۔یہ اور اسی قسم کے دوسرے سوالات کا جواب ہم کو کہاں سے حاصل ہو جائے گا ۔زیرِنظر کتاب ان ہی سوالات کا ایک مفصل جواب ہے۔

ایسا جاننا ضروری کیوں؟

اگر کہیں پر ایک کارخانہ ہوگا اور اس میں کارکنوں کی ایک خاصی تعداد ہوگی اِس کارخانے کی پیداواری صلاحیت کو بڑھانے کے لئے ضروری ہے کہ کارخانہ کے اندر کارکنوں کو شعوری طور پر یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اس کارخانہ سے کس قسم کی پیداوار مطلوب ہے اور وہ پیداوار حاصل ہونے کے لیے کن لازمی صفات کا ہونا ضروری ہے۔اگر کارخانہ کے اندر کام کرنے والوں کو شعوری طور سے پہلے سے معلوم ہوگا تو اِس سے کارخانے کا کام کاج بھی احسن طریقے سے چلتا رہے گا اور پیداوار بھی حاصل ہوتی رہے گی۔اور کارخانے کا مقصد بھی پورا ہو جائے گا۔اگر کارکن کارخانہ

بنانے والے کے منصوبے سے بے خبر ہونگے تو کارخانہ بہت جلد زوال کا شکار ہوجائے گا۔نتیجہ یہ نکلے گا کہ کارخانہ بھی تباہ و بُرباد ہوجائے گا اور کارخانے کے کارکن بھی زوال کا شکار ہوجائیں گے۔یہی حال اس دُنیا کا ہے۔اگر اس کو ایک بڑے کارخانے سے تشبیہ دی جائے اور انسانوں کو اِس کارخانہ کے کارکُن مانا جائے ،تو اہم ضروری بات ہے کہ اِن کو کارخانے کے اغراض و مقاصد کا صحیح علم پہلے سے حاصل ہونا چاہیے۔

(الجواب) پہلے سوال کا جواب اسلامی تعلیمات کی روشنی میں یہ ہے کہ اللہ نے اس دُنیا کو جنّتی انسانوں کے لیے ایک نرسری (پرورش گاہ) کے طور پر پیدا فرمایا ہے ،جس میں اگر پودوں کی صحیح پرورش کی جائے تو پھر یہی نرسری ایک عمدہ قسم کے باغ کی شکل میں تبدیل ہوسکتی ہے اور اس میں جو پودے صحیح نشونما پانے میں ناکام رہیں گے،تو نہ اُن کو باغ کی زیارت نصیب ہوگی اور نہ ہی اُن کو اِس باغ میں پھلنے پھولنے کا موقع نصیب ہوگا۔اِن ناقص پودوں کو کسی گندی نالی میں پھینک دیا جائے گا۔اس طرح جو لوگ اِس دنیا کے متعلق خدائی منصوبہ سے باخبر ہوتے ہیں اور پھر پیغمبروں کی تعلیمات کے مطابق عمل پیرا ہوتے ہیں،تو اُن ہی کو جنت کے باغوں کی سیر نصیب ہوگی اور وہاں کی نعمتوں سے وہی لوگ مستفید ہونگے۔گویا یہ دُنیا اِس لیے وضع کی گئی ہے،تاکہ یہاں اللہ کے نیک بندوں کا انتخاب ایک آزادنہ ماحول میں کیا جائے اسی لیے اللہ نے ہر اِنسان کو یہ آزادی ہے کہ چاہے وہ نیک

عمل کرے یا بُرائی کا راستہ اختیار کرے۔ اور اِس آزادی کو استعمال کر کے چاہے وہ اپنے آپ کو جنت کا ایک کامیاب اُمیدوار ثابت کرے یا جہنم کا ایک ناکام مُجرم۔

۱موت کیوں آتی ہے؟: اگر ایک کھیت کے پک جانے کے بعد اُس کو کاٹا نہ جائے ،تو کھیت کا اصل پھل اور گھاس خلط ملط ہو جائے گا۔ لٰہذا کاٹ کر اصل پھل کو الگ کیا جاتا ہے اور گھاس پھوس کو الگ کر کے جلایا جاتا ہے۔ یا کسی گہرے کُھڈ میں ڈالا جاتا ہے۔ اِس طرح دُنیا میں موت دے کر اللہ میاں میدانِ محشر میں نیک و بد کو الگ الگ کرے گا۔

۲موت کا سلسلہ کب تک چلتا رہے گا: جب تک اِس دُنیا کی نرسری میں اچھے پودے پیدا ہونے کے اِمکانات موجود رہیں گے تب تک نرسری کو قائم رہنے دیا جائے گا اور جب اِس قسم کے امکانات ختم ہو جائیں گے تو نرسری کو بند کیا جائے گا۔ مطلب یہ کہ جب تک اللہ کے نیک بندوں کا وجود اِس دُنیا میں قائم رہے گا دنیا کے نظام کو چلنے دیا جائے گا جب ایک بھی اللہ کا نیک بندہ نہیں رہے گا تو اِس نظامِ عالم کو درہم برہم کر کے ایک نئی دُنیا بسائی جائے گی۔ جہاں نیک و بد کو الگ الگ کیا جائے گا۔ نیک لوگوں کو پہلے سے سجائی گئی ایک جنت میں ہمیشہ کے لیے بسایا جائے گا اور بُرے لوگوں کو ایک دہکائی ہوئی آگ میں داخل کیا جائے گا جس کا نام جہنم ہے ۔ہم سبھوں کی گاڑی آخرت کی طرف جا رہی ہے اور اُسی سفر پر ہم سب رواں دواں ہیں اگر چہ ہمارا رُخ دنیا ہی کی طرف کیوں نہ ہو لیکن گاڑی ہمیں آخرت کے میدان میں پہنچا کر رہے گی۔

۳: نیک لوگوں کو جنت عطا کرنے میں اللہ کی کیا مصلحت ہے؟

نیک بندوں کو جنت عطا کرنے میں اللہ کا کوئی ذاتی فائدہ نہیں۔ کیوں کہ اُس کی ذات نفع ونقصان سے بے نیاز ہے۔ یہ جنت اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے یک طرفہ طور اپنے بندوں کو عنایت فرمائے گا یہ اُس کا انتہائی کرم ہے کہ وہ بندوں کی حوصلہ افزائی کے لیے فرماتا ہے وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ (72) سورہ الزخرف ترجمہ: اور یہ وہ جنت ہے جس کا تمہیں اپنے اعمال کے بدلے وارث بنا دیا گیا ہے۔ (آسان ترجمہ قرآن از مفتی تقی عثمانی)۔

یہ ہے خدائی منصوبہ جو اللہ اپنے پاک کلام میں بیان فرماتا ہے۔ یہ کتاب اسی لیے لکھی جاتی ہے، تاکہ اللہ کے بندے اِس خدائی منصوبے باخبر ہو جائیں۔ جنت حاصل کرنے کے تمام راستے اللہ نے نیکیوں کی شکل میں کُھلے رکھے ہیں اِسی طرح جہنم کے دروازے بھی بُرائیوں کی شکل میں کھلے ہیں۔ اب اللہ کے تمام بندوں کو یہ آزادی دی گئی ہے کہ چاہے وہ اپنے لیے جنت کا انتخاب کریں یا جہنم کا۔ اور ایسا کرنے کے لیے کوئی دھونس دباؤ نہیں ہے۔ اِسی اہم بات کو سمجھانے کے لیے زیرِ نظر کتاب مُرتب کی جاتی ہے، تاکہ بندوں پر اللہ کی طرف سے حجت پوری ہو جائے اور کل قیامت کے دن کوئی بندہ یہ نہ کہے کہ مجھے خبر نہ تھی۔ اللہ تبارک وتعالی ہماری اس عاجزانہ کوشش کو اپنی شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین

خلاصہ تعلیمات قرآنی

۱۔ اِس کائنات کا ایک خالق اور مالک ہے جو ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ رہے گا۔ اسی ہستی کو قرآن اللہ کہتا ہے۔

۲۔ یہ سب کچھ جو ہمیں دکھائی دیتا ہے ابتداء میں کچھ بھی نہیں تھا۔

۳۔ جب کچھ بھی نہیں تھا تو اُس کو عالم عدم کہتے ہیں۔ فارسی زبان میں عالم نیست کہتے ہیں۔

۴۔ اُس عالم نیست سے اپنے علم وقدرت کی بنیاد پر چیزوں کو وجود بخشنا اللہ کی یک صفت ہے۔ اِسی لیے اِس دکھائی دینے والے عالم کو عالِم وجود کہتے ہیں۔ اور یہ سارا عالم خدا کے علم، اِرادے اور قدرت سے وجود میں آیا۔

۵۔ عالَمِ عَدم یا نیست کے عالَم سے بغیر اسباب کے چیزوں کے پیدا کرنے والے کو خالق کہتے ہیں۔

۶۔ اللہ کا ایک صفاتی نام قدیم بھی ہے۔ اور وہ اتنا قدیم ہے جس کی کوئی ابتداء نہیں۔ **اول قدیم بلا ابتداء .**

۷۔ اللہ کا ایک نام آخر ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اُس کی ذات ہمیشہ رہے گی اور اُس پر کبھی موت آنے والی نہیں۔ **اخر کریم بلا انتهاء** ۔ اسی طرح **یا دائما بلا فناء** بھی آیا ہے وہ کریم ذات جو بغیر کسی زوال کے ہمیشہ رہنے والی ہے۔

۸۔ قرآنی تعلیم کے مطابق انسان خلاصۂ کائنات ہے۔ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ آدَمَ

وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا (70) سورہ بنی اسرائیل

یعنی اور ہم نے آدم کی اولاد کو عزت بخشی ہے، اور اُنہیں خشکی اور سمندر دونوں میں سواریاں مہیا کی ہیں، اور اُن کو اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت عطا کی ہے۔ سے اِس کی تصدیق ہوتی ہے لولاک لما خلقت الافلاک ترجمہ: اے محمد ﷺ اگر میں آپ کو پیدا نہ کرتا تو اِن آسمانوں کو بھی نہیں پیدا کرتا۔ سے اِس کی تائید ہوتی ہے۔

۹۔ اپنے خدائی منصوبے کے تحت اللہ ایک جنتی معاشرہ بسانا چاہتا ہے۔ جہاں پر اللہ اپنے بندوں کی کامل معرفت کے لیے اُن کو اُن چیزوں سے نوازے گا جن کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا ہے۔ جن کی مکمل تعریف کسی کان نے نہیں سنی ہے اور جن کی مکمل تعریف کسی زُبان سے نہیں نکلی ہے۔

۱۰۔ اسی طرح ایسے بندوں کی گرفت کرنا چاہتا ہے جو سمجھانے کے باوجود جھٹلاتے ہیں۔ سننے کے باوجود بہرے بن جاتے ہیں۔ دیکھنے کے باوجود اندھے بن جاتے ہیں۔ غرض اس طرح اپنے کامل صفات کا اظہار کرنا چاہتا ہے۔ مولانا رومیؒ نے اسی حقیقت کو اِن الفاظ میں بیان فرمایا ہے ؎

بہر اظہار است ایں خلقِ جہاں　　تا نماند گنج حکمتہا نہاں

ترجمہ:۔ دُنیا کی تخلیق صرف اس لیے ہے تا کہ حکمت کے خزانے پوشیدہ نہ رہیں۔

سائنسی تصورِ کائنات اور پیغمبرانہ تصورِ کائنات میں فرق

سائنسدان بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ کائنات میں موجود اشیاء اِنسان کے لیے صرف ایک معاونِ حیات سامان ہیں۔ اِس کے آگے کچھ کہنے سے اُن کی زبان گونگی ہے۔لیکن قرآن نے آج سے پہلے چودہ سو سال اِنسان کو وضاحت کے ساتھ سمجھایا کہ خدا نے کائنات میں پھیلی ہوئی مختلف اشیاء کو اِنسانی ضروریات کے پیشِ نظر پیدا فرمایا لیکن ساتھ ہی اس بات پر بھی زور دیا کہ یہ پھیلی ہوئی کائنات نہ صرف انسانی ضروریات کو پورا کرنے والی ہے بلکہ یہ سب اشیاء امتحانی پرچے کی حیثیت بھی رکھتی ہے مثلاً

أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ (17) وَإِلَى السَّمَاء كَيْفَ رُفِعَتْ (18) وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ (19) وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ (20) الغاشیه

ترجمہ: تو یہ کیا یہ لوگ اونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ اُنہیں کیسے پیدا کیا گیا؟ اور آسمان کو کہ اُسے کس طرح بلند کیا گیا؟ اور پہاڑوں کو کہ اُنہیں کس طرح گاڑا گیا؟ اور زمین کو کہ اُسے کیسے بچھایا گیا۔ (آسان ترجمہ قرآن از مفتی تقی عثمانی)۔ خلاصہ یہ کہ اِن اشیاء پر اور اِن کے منظّم سسٹم کی طرح کام کاج کرنے پر اِنسان غور و فکر کر کے اُس مالک کو پہچاننے کی کوشش کرے، جس نے اِن سب اشیاء کو انسان کی سہولت

کے لیے پیدا فرمایا اور اپنے مالک کو پہچاننے کے بعد اُس منصوبے کو سمجھنے کی کوشش کرے جس کے تحت یہ سارا نظام تشکیل دیا گیا ہے۔ اس منصوبے کے مطابق اِنسان ایک ذمہ دار اور جواب دہ مخلوق ہے۔ اس بات کی وضاحت کے لیے ہم نے قرآنِ مجید کے ۸۱ مقامات سے اُن آیاتِ قرآنی کا انتخاب کیا ہے جن میں دونوں باتیں ساتھ ساتھ سمجھائی گئیں ہیں۔ جنہیں غور سے پڑھنے کے بعد یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ یہ کائنات صرف دنیاوی نفع حاصل کرنے کے لیے نہیں ہے، بلکہ اِس پر غور وفکر کر کے اُس جنت کو حاصل کرنے کے لیے ایک امتحانی پرچہ ہے جس میں کامیاب ہونے کے بعد اللہ اپنے منصوبے کے مطابق انسان کو ہمیشہ قائم رہنے والی جنت میں بسانا چاہتا ہے۔ جہاں انسان کے لیے اللہ کی مذید معرفت کے ایسے ایسے سامان موجود ہوں گے جن کا تصور تک بھی آدمی اِس جہان فانی میں نہیں کرسکتا ہے۔ اور اسی طرح ناکام ہونے کی صورت میں عذاب کے ایسے شکنجے میں گرفتار کیا جائے گا، جس کا تصور تک اِس جہانِ فانی میں نہیں کرسکتا ہے۔ (اے اللہ تو ہمیں ایسی گرفت سے محفوظ فرما) آمین

آسی غلام نبی وانی فتح گڈھی

نظم

(دعوت قرآن)

پیدا کیا آدم کو کیوں ،موضوع ہے یہ قرآن کا
عِرفان ہے اِس کا نشان ،منشا ہے یہ رحمان کا
اَے آدمی اَے بے خبر ،عبرت کی پیدا کر نظر
ضائع نہ کر شام وسحر ، اعلان ہے فرقان کا
ہے آزمائش کا یہ گھر ، یونہی نہ تو اس سے گذر
ہر سانس کی تو کر قدر ، مدعا ہے یہ ایمان کا
ارض وسماء شمس وقمر ، تیرے لیے کس کے کمر
اس پر ذرا سا غور کر ،موقعہ ہے یہ پہچان کا
عالی قدر عظمت کی شان ،جنت میں کردے گا عیان
اظہار ہو گا پھر وہاں ، بے انتہا احسان کا
ہر شے کا وہ خلاق ہے ،اغراض سے وہ پاک ہے
تو کیوں بنا بے باک ہے ، یہ طرز ہے شیطان کا

تیری عبادت سے میاں، اس کا نہیں سود وزیاں
اس پر ذرا سا دے تو دھیان، مقصد ہے کیا انسان کا؟
ہے منتظر جنت کا گھر، بس جستجو اس کی تو کر
اس سے نہ کر صرف نظر ایسا عمل نادان کا
اے مالک کون ومکاں، مہدی وعیسیٰؑ کر رواں
ہے ہر طرف آہ وفغاں، فریاد انس وجان کا
آسیؔ بہت رنجور ہے، عصر رواں بے نور ہے
اب انتظار صور ہے، وقفہ فقط اعلان کا

آسیؔ غلام نبی وانی فتح گڈھی

مقصد اور قصد کے درمیان کیا فرق ہے؟

زیر بحث عنوان ''مقصد تخلیق کائنات'' کے تحت دراصل احقر یہ کہنا چاہتا ہے کہ کائنات کی اس عظیم تخلیق کا مقصد انسانی ضروریات کو پورا کرنا ہے۔اور اس عظیم تخلیق میں غور وفکر کر کے انسانوں کا اپنے خالق کو دریافت کرنا اور دریافت کرنے کے بعد اس کی تحقیق کرنا کہ اُس نے اس قسم کا قصد کیوں فرمایا۔یہی تخلیق کائنات کا خدائی منصوبہ ہے۔اپنی ذات کے اعتبار سے خدا کسی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے محتاج نہیں ہے، کیوں کہ وہ ہر ضرورت سے بے نیاز ہے، البتہ وہ کچھ بھی کرنے کے لیے صرف قصد یا ارادہ کرتا ہے جس کا اُسے مکمل اختیار اور قدرت حاصل ہے۔ایک چیز کی تخلیق کا مقصد دوسرے چیز کی تکمیل تو ہوسکتا ہے لیکن اللہ کو مخلوق کی تخلیق سے کسی ذاتی مقصد کو پانے کی نہ کوئی احتیاج ہے اور نہ ضرورت ہے، بلکہ وہ تمام عالمین سے بے نیاز ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے کہ وَلِلّٰہ غَنِیٌّ عَنِ العَالَمِیْنَ. ترجمہ اللہ تمام عالمین سے بے نیاز ہے۔اس بات کو مولانا رومیؒ کے اس شعر سے سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے

من نہ کردم امر تا سودے کنم

بلکہ تا بر بندگاں جودے کنم

ترجمہ:۔ میں نے بندوں کو اس لیے پیدا نہیں کیا ہے تا کہ ان سے کچھ نفع کماؤں بلکہ اس لیے پیدا کیا ہے تا کہ ان پر بخشش کروں۔

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است

قصدِ من از خلق احسان بودہ است

ترجمہ:۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا فرمان ہے کہ انسان کو پیدا کرکے میں نے انسانوں پر ہی احسان کرنے کا قصد فرمایا اور اس مقام پر لفظ قصد کا استعمال کرنا مولانا کی انتہائی ذہانت کا ایک واضح ثبوت ہے۔ یہاں مولانا نے مقصد کے بجائے لفظ قصد استعمال کیا اور یہ ایک صحیح لفظی تعبیر ہے۔قرآن پاک کے سورہ الذّاریات میں اللہ فرماتا ہے مَـا اُرِیْـدُ مِنھُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَآ اُرِیْدُ اَنْ یُطْعِمُوْنَ ۝ اِنَّـاللّٰہَ ھُوَ الرَّزَاقُ ذُوا لْقُوَّۃِ الْـمَتِیْنُ ۝ ترجمہ:۔ میں ان سے رزق نہیں چاہتا ہوں کہ وہ مجھ کو کھلائیں۔ بے شک اللہ ہی روزی دینے والا زور آور اور زبردست ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: رَبَّـنَـا مَا خَـلَـقْـتَ ھٰذَا بَـاطِلًا ۔ ترجمہ: اے رب تو نے کائنات کو عبث پیدا نہیں کیا۔ اور یہ عبث پیدا نہ کرنا اُس کی حکمت کا تقاضا ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ ایک حکیمانہ انداز کے تحت اس کائنات کو اپنی لامثال قوت ارادی سے پیدا کرنا مخلوق کے فائدے کے لیے ہے نہ اس لیے کہ اس کو کسی قسم کی احتیاج ہے۔ خود فرماتا ہے یَـا اَیُّھَـا نَّـاسُ اَنْتُـمُ الْفُقَرَاءُ وَاللّٰہ ھو الغنی الحمید ترجمہ:۔ اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو، اور اللہ بے نیاز ہے، ہر تعریف کا بذات خود مستحق۔ وَالـلّٰـہُ اَعْـلَمُ وَ عِلْمُہٗ اَتَمْ ترجمہ۔ اللہ ہی سب سے بہتر جانتا ہے اور اسی پر علم کی اِنتہا ہے۔

خالق کائنات ہی مقصد تخلیقِ کائنات و آدم بیان کرسکتا ہے:

کائنات کا مشاہدہ کرنے کے لیے انسان کے پاس سب سے بڑا ذریعہ اس کی آنکھ ہے اور کائنات میں غور وفکر کرنے کے لیے انسان کے پاس سب سے بڑا وسیلہ دماغ ہے۔ کسی کام کو انجام دینے کے لیے انسان اپنے جسم کو حرکت میں لاتا ہے اور جسم وہی امور انجام دیتا ہے جس کا حکم اس کو اپنا دماغ کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ انسان کے پاس سب سے بڑی قیمتی شئے اس کی عقل ہے اور عقل ایک نہایت ہی نازک شئے ہے۔ اگر انسان کا ہر عضو ایک صحیح انداز پر کام کرتا رہے اور صرف دماغ کی ایک رگ میں کچھ گڑ بڑ پیدا ہو تو انسان اپنے حواس کھو بیٹھتا ہے اور مٹی کے اس پُتلے کو پاگل کے خطاب سے پکارا جاتا ہے۔ پھر یہ بات بھی اپنی جگہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ عقل کی بھی ایک حد ہوتی ہے اور بہت ساری باتیں ایسی ہوتی ہیں جو اس کی سوچ سے باہر ہوتی ہیں۔ اس مقام پر انسانی عقل کو مزید رہبری کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور وہ دوسرے قابل اور عقل مند لوگوں کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اس دنیا کے اندر ہمارا تجربہ ہے کہ ہر شخص سے دوسرا شخص کسی نہ کسی امر میں زیادہ واقفِ کار ہوتا ہے، لیکن اس سب کے باوجود ایک امر میں سب انسان بے بس ہیں کہ آخر اس انسانی زندگی کا حقیقی راز کیا ہے؟ اور اس دنیا میں کیا پانے کے لیے اس کو بھیجا گیا ہے؟ بظاہر اس راز تک رسائی کا اس کے پاس جو سب

سے بڑا وسیلہ ہے وہ اس کی عقل ہے اور یہ بھی اس کی اپنی بنائی ہوئی کوئی چیز نہیں ہے۔ انسانوں کی قابلیتوں میں جو تفاوت پائی جاتی ہے یہ اس بات کی کھلی ہوئی گواہی ہے کہ کوئی بھی قابلیت انسان کی ذاتی نہیں بلکہ عطائی ہے۔ کون آدمی ایسا ہو گا جو یہ نہ چاہے کہ اس کے پاس اعلیٰ سے اعلیٰ عقل ہو لیکن تجربہ گواہ ہے کہ کوئی شخص پیدائشی طور پر ایسا ذہین ہوتا ہے کہ معمولی راہبری سے وہ بڑے اہم مسائل سمجھنے میں کامیاب ہوتا ہے اور کوئی ایسا کند ذہن ہوتا ہے کہ اس پر مقدور بھر محنت کرنے کے باوجود وہ کند ذہن ہی رہتا ہے جیسے ایک قابل استاد نے اپنے ایک شاگرد پر بہت محنت کرنے کے بعد اس کے باپ کو پیغام بھیجا کہ مہربانی کر کے اپنے لخت جگر کو واپس لیجئے کیوں کہ یہ عالم بننے کی استعداد تو نہیں رکھتا ہے البتہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں یہ مجھے ہی پاگل نہ بنا ڈالے۔ اس کے علاوہ ایک اور تجربہ بھی انسانی زندگی میں مشاہدے میں آتا ہے کہ جتنے بھی اعلیٰ درجے کے ذہین انسان اس دنیا میں پائے جاتے ہیں اُن کے افکار اور خیالات میں کبھی یک رنگی نہیں پائی جاتی ہے بلکہ ہر ایسا انسان جب حق کی جستجو میں ٹھوکر کھاتا ہے تو وہ اپنا ہی ایک الگ افسانہ گڑھتا ہے اسی لیے حافظ شیرازی فرماتے ہیں۔

جنگِ ہفتا دو دو ملت را عذر بنہ
چوں نہ دیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند

ترجمہ:۔ بہتر (۷۲) ملتوں کے اختلاف کو معذور سمجھ چونکہ انہوں نے حقیقت نہ دیکھی تو افسانہ کی راہ چل پڑے۔

تشریح:۔ ان کو معذور اس لیے سمجھنا ہے کہ وہ حقیقت کو نہ پا سکے تو ہر ایک دوسرے کے ساتھ اختلاف کرنے لگا۔

مولانا رومیؒ نے اس قسم کا اختلاف کرنے والوں کے متعلق ایک قصہ اپنی کتاب مثنوی میں لکھا ہے کہ ایران کے کچھ لوگوں کو ہندوستانی ہاتھی دیکھنے کی خواہش پیدا ہوئی، لیکن ہاتھی ایک نہایت تاریک جگہ میں تھا۔ جہاں روشنی نہیں تھی جب وہ اندھیرے میں اس ہاتھی کو اپنے ہاتھوں سے ڈھونڈنے لگے تو کسی کے ہاتھ میں ہاتھی کی ٹانگ لگ گئی اور کسی کے ہاتھ میں کان اور کسی ہاتھ میں ہاتھی کی سونڈ۔ جب وہ وہاں سے واپس نکلے تو ہر ایک ہاتھی کی تعریف الگ الگ ڈھنگ سے کرنے لگا کسی نے کہا کہ وہ ایک ستون جیسا ہوتا ہے کسی نے کہا وہ پنکھے کی طرح ہوتا ہے غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔ لیکن حقیقت تک کسی کی رسائی نہیں ہوئی وجہ اس کہ صرف تاریکی تھی اب صرف ایک صورت ممکن تھی کہ کوئی صاحب عقل ایک شمع روشن کر کے اس اندھیرے میں لے جاتا تا کہ ہاتھی کی مکمل تصویر دیکھنے والوں کو نظر میں آتی۔ اسی طرح ہمیں تخلیقِ کائنات وانسانیت کے اصلی راز کو سمجھنے کے لیے کسی دوسری اعلیٰ عقل کی ضرورت ہے جو ہماری عقل کی طرح دوسرے کی تخلیق نہ ہو بلکہ بذات خود قائم ہو۔ ایسی عقل کا نام حُکماء کے نزدیک عقلِ عقل ہے اور پیغمبروں کی زبان میں اُسی کو علیم کہتے ہیں۔ انسانی عقل کا خالق وہی ہے اور انسانی عقل مخلوق ہے۔ اور علیم کی عقل غیرِ مخلوق ہے اور مخلوق خالق کی عقل کا احاطہ نہیں کر

سکتی جیسے کسی کنویں کے مینڈک کی عقل کسی باغ یا کارخانے کے مالک کی عقل کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اصل خالق و مالک ہی اپنی قدرت سے مخلوق کو کائنات کے حقیقی راز سے واقف کرے اور اس طرح وہ بھی حقیقتِ حال سے آگاہ ہو جائیں۔ تو اب یہ جاننے کے لیے کہ اس کائنات کا کیا راز ہے؟ اور اس راز کو یا اس کی حکمتوں کو پانے کے لیے انسان کو کیا کرنا چاہیے؟ یہ بات بھی وہی اصل خالق و مالک ہی بتا سکتا ہے اس کے بغیر کوئی قابل اعتبار اور مؤثر صورتِ حال ممکن نہیں۔ اسی بات کو حافظ شیرازیؒ نے یوں سمجھایا ہے ؎

عنقا شکارِ کس نشود دام باز چین

کانجا باد بدست است دام را

ترجمہ: عنقا کسی کا شکار نہیں بنتا۔ جال اُٹھالے اس لیے کہ یہاں جال کے ہاتھ میں ہمیشہ ہوا آتی ہے۔ (تشریح) عنقا فارسی زبان میں سیمرغ کو کہتے ہیں۔ یہ ایک بڑا خیالی پرند ہے جس کا وطن کوہِ قاف بتایا جاتا ہے اور کوہ قاف ایک پہاڑ ہے جو ایشائے کوچک کے شمال میں واقع ہے جہاں ہر آدمی کا گزر نہ ہو سکے، کیوں کہ یہ ایک نہات دشوار گذار اور سنسان پہاڑ ہے۔

دوسرا شعر ہے ؎

رازِ درونِ پردہ زِ رندانِ مست پُرس
کیں حال نیست صوفی عالی مُقام را

(ترجمہ): پردے کے اندر کے راز رندوں سے معلوم کر اس لیے کہ صوفی عالی مقام کا یہ مقام نہیں ہے۔

مطلب یہ کہ حاملانِ وحی ہی اسرارِ سر بستہ سے واقف ہو سکتے ہیں۔اور حاملان وحی انبیاء کرام ہوتے ہیں جن کے پاس ایک خاص اہتمام کے ساتھ خدائی پیغام پہنچایا جاتا ہے۔اوپر کے شعر میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ جال میں صرف ہوا ہی آئے گی اس طرف اشارہ ہے کہ ایسا کرنا محرومی کے سوا کچھ نہیں۔

تخلیقِ کائنات و انسانیت کا حقیقی راز کیا ہے تاریخ گواہ ہے کہ تاریخِ انسانیت کے مختلف ادوار میں اللہ نے اپنے ہی بندوں میں سے اس خدمت کے لیے چند محبوب بندوں کو منتخب کیا جو اس سر بستہ راز کو کھول کر لوگوں کے سامنے بیان کرتے رہے کہ کائنات اور انسان کی تخلیق سے حقیقی مالک کا کیا منشاء ہے۔اور انسان کا آخری انجام اور مقام کیا ہے؟ یہ خالق کی مہربانیوں میں سے سب سے بڑی مہربانی ہے کہ اس نے انسان کو مختلف وادیوں میں بھٹک جانے سے بچایا اور راہ راست کی طرف راہنمائی کی۔ان کے راہِ راست پر ہونے کی سب سے بڑی دلیل پوری انسانیت کی تاریخ میں ان کا ایک ہی موقف پر قائم رہنا ہے حالانکہ یہ عظیم شخصیتیں تاریخ کے لمبے سفر کے دوران صدیوں کے درمیانی وقفے سے اس دنیا میں آتی رہیں اور زمان و مکان کے اختلاف کے باوجود ان کی دعوت ایک ہی تھی۔کہ اللہ نے تمام انسانوں کو اُس کی معرفت یعنی پہچان کے حصول کے لیے پیدا فرمایا ہے،تاکہ وہ اپنے فضل وکرم سے اِن کو جنت کی اعلیٰ قسم کی نعمتوں سے نوازے،اور ایسا کرنے میں اس کا کوئی ذاتی فائدہ اور غرض نہیں ہے بلکہ بندوں کی نفع رسانی کے لیے اپنے فضل وکرم کا اظہار کرنا ہے۔ان بے شمار منافع کی

عطا کے لیے یہ دنیا ایک ناکافی جگہ ہے اور اللہ کی بنائی ہوئی جنت ہی ایک ایسی وسیع جگہ ہے جو اللہ نے انسان کی تخلیق سے پہلے بنائی ہے اور اب صرف انسانوں کے آزمانے کا وقفہ ہی اُس دنیا اور انسان کے درمیان ایک آڑ ہے جو اللہ کے فیصلے کے مطابق روز قیامت ہٹالی جائے گی اور سچے عارف اُس میں داخل ہو جائیں گے اور جھٹلانے والے اپنا مقام جہنم میں پائیں گے یہی انصاف کا تقاضا بھی ہے اور انسانی عقل کا مطالبہ بھی ہے سَلامٌ قَولًا مِّنْ رَبِّ الرَّحِيم ۔وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْن ۔کا خطاب تمام جن وانسان اپنے کانوں سے سنیں گے ترجمہ:۔رحمت والے پروردگار کی طرف سے انہیں سلام کیا جائے اور کافروں سے کہا جائے گا اے مجرمو! آج تم مومنوں سے الگ ہو جاؤ۔

رازحیات وممات

خوب صورت مثالوں سے اہم باتوں کی وضاحت ہو جاتی ہے۔مثنوی شریف میں ایک حکایت بیان کی گئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے ایک دفعہ اللہ سے درخواست کی کہ یا اللہ اس موت وحیات کا حقیقی راز کیا ہے؟ کیوں کہ انسان جب اپنے سوجھ بوجھ کی اعلیٰ سطح یعنی بڑھاپے میں پہنچ جاتا ہے تو موت اس کا استقبال کرنے کو حاضر ہو جاتی ہے۔اس کے جواب میں اللہ نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ اِمسال تو کاشت کاری کا کام کرتا کہ یہ راز میں تم پر آشکارا کروں۔حضرت موسیٰؑ نے حسب حکم باری تعالیٰ گندم کی کاشت کی اور جب پھل پک گئے تو گندم سے بھری کھیت کو کاٹنا چاہا۔اللہ نے فرمایا کہ اے موسیٰ ایک سوال کا جواب دینے

کے بعد اپنا کام شروع کر۔ حضرت موسیٰ نے ہاتھ روکے تو اللہ نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ جب یہ پودے اپنی حیات کی تکمیل کے آخری مرحلے پر پہنچے تو تم نے ان کو کاٹنے کا اِرادہ کیوں کیا۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ اگر ان کو کاٹ کر گھاس پھوس اور پھل کو الگ نہ کیا جائے تو فصل برباد ہو جائے گی لہٰذا کاٹ کر گندم اور گھاس کو الگ الگ کرنا ضروری ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ اسی طرح جب بندے اپنی طبعی عمر کے آخری دور میں داخل ہو جاتے ہیں تو کانٹ چھانٹ ضروری ہے تا کہ اصل اور فرع یعنی نیک اور بد کو الگ الگ کر کے اُن کے منطقی انجام تک پہنچایا جائے حضرت موسیٰؑ یہ صحیح جواب پا کر مطمئن ہو گئے ۔

مقصدِ تخلیق کائنات

ہر سمجھدار انسان کے لیے اس دنیا میں سب سے بڑا اور سب سے اہم سوال جو ہمیشہ اس کو سوچ بچار کرنے کے لیے اُکساتا رہا یہ ہے کہ اُس کو معلوم ہو جائے کہ اُس کی ابتداء کیسے ہوئی اور اس کا آخری انجام کیا ہونے والا ہے؟ جب وہ اس دنیا میں آتا ہے تو وہ اپنے اردگرد ایک وسیع کائنات پاتا ہے یہ وسیع کائنات دیکھ کر اس کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیسے وجود میں آگئی اور اس کا مقصد اور آخری انجام کیا ہوگا؟ یہ دو بڑے اور اہم سوال ہیں جو اس کے ذہن میں پیدا ہوتے ہیں اور وہ اِن اہم سوالوں کا جواب جاننے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے پاس ذاتی طور پر کوئی ایسا وسیلہ نہیں ہوتا ہے، جس کی مدد سے وہ خود ہی ان سوالات کا صحیح جواب حاصل کر پائے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ اس دنیا کے اندر

کچھ لوگ پیدائشی طور پر بڑے ذہین ہوتے ہیں اور جب وہ اپنی بلوغت کو پہنچتے ہیں تو وہ اپنی بالغ نظری سے بڑے فلسفی بھی بنتے ہیں اور دنیا والے اُن کو حکیموں اور دانشمندوں کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے اندر جتنے بھی بڑے بڑے فلسفی آئے اُن کے نظریات اور افکار میں ہمیشہ اختلاف رہا ہے اور پھر جب یہی افکار عوام میں پھیل جاتے ہیں تو وہ بچارے پریشان ہوجاتے ہیں کہ کس فکر اور نظریہ کے ساتھ اتفاق کیا جائے اور کس فکر اور نظریہ کے ساتھ اختلاف کیا جائے۔لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ جتنے منہ اتنی باتیں وجود میں آتی ہیں اور آدمی حقیقت تک پہنچنے سے قاصر رہتا ہے اس کے برعکس اسی انسانی سماج میں ہر دور میں زمانے کے تھوڑے بہت وقفے کے ساتھ ایک اور طبقہ بھی جنم پاتا رہا جنہوں نے لوگوں کے سامنے پورے یقین کے ساتھ اعلان کیا کہ ان کے پاس اِن سوالات کا صحیح جواب ہے اور اُن کو اس کائنات کے پیدا کرنے والے نے ہی ان سوالات کے صحیح جواب سے نوازا ہے۔تاریخ گواہ ہے کہ اس قسم کا دعویٰ کرنے والوں کو ہر دور میں نہایت ہی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔جس کا بڑا سبب یہ تھا کہ اِن کے ہم عصر لوگوں نے اِن کو اپنی ہی طرح ایک انسانی وجود میں پایا اور وہ یہ سمجھنے میں بڑی کشمکش میں مبتلاء ہوگئے کہ ہماری ہی طرح کا ایک انسانی وجود رکھنے والا شخص کیسے ہمارا معلم و راہبر بن سکتا ہے؟ جب کہ ہم اور وہ ایک جیسا وجود اور سوجھ بوجھ رکھتے ہیں اور اُن کو ہم سے زیادہ کچھ نہیں عطا کیا گیا ہے۔ ہر دور میں اس قسم کا دعویٰ کرنے والے حضرات نے یہ جواب دیا کہ اللہ اُنہیں ایک خاص

اہتمام کے ذریعے حقائق کا وہ علم عطا کرتا ہے جس تک پہنچنے کے لیے دوسرے سب لوگ عاجز ہیں۔ ہر زمانے کے اندر لوگوں نے ان سے اس بات کا ثبوت طلب کیا تو انہوں نے کائنات کے خالق اور مالک کی خصوصی مدد سے کچھ ایسے کرشمے دکھائے جن کے دکھانے سے عام لوگ عاجز رہے۔انصاف کا تقاضا تھا کہ ان کی بات کو مانا جاتا ،لیکن تاریخ کے ہر دور میں ان کے ہم عصر لوگوں کی اکثریت نے اُنہیں دھتکارا اور اُن پر اس طرح ٹوٹ پڑے کہ کچھ حضرات کو تو شہید کیا گیا اور کچھ کو زخمی کیا گیا۔اُن کے اِن ناقابل تردید معجزات کو دیکھ کر حق مخالف لوگوں نے اُنہیں جادوگر اور مجنون کے القاب سے نوازا۔پھر ہمیں موجود انسانی تاریخ سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ جب اِن کے اِن ناقابل تردید حقائق کا مقابلہ کرنے سے یہ لوگ عاجز رہے تو انہیں آگ میں ڈالا گیا۔ پانی میں ڈبونے کی کوشش کی گئی ۔اُن کے ہاتھ سے جب بغیر اسباب کے لوگ شفایاب ہوتے تھے تو اُنکے قتل کرنے پر اُن کا پورا ہجوم اُمڈ آیا اسی طرح اُن کے حکیمانہ کلام کا رد کرنے سے جب یہ لوگ عاجز رہے تو تعصب میں آکر اُن کو جان سے مار ڈالنے پر اُمڈ آئے جیسا کہ مولانا رومیؒ نے مثنوی میں اِس صورت حال کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے ؎

صد ہزاراں نیزۂ فرعون را　　　ہست موسیٰ درشکست با یک عصا

صدا ہزاراں طب جالینوس بود　　　پیش عیسیٰ و دمش افسوس بود

صدا ہزاراں دفترِ اشعار بود　　　پیش آں یک امیش آں عار بود

(ترجمہ)فرعون کے لاکھوں نیزوں کو حضرت موسیٰؑ کی ایک لاٹھی نے شرمندہ کیا۔اسی

طرح حضرت عیسیٰؑ کے زمانے میں لاکھوں طب کی کتابیں حضرت عیسیٰؑ اور اس کے روحانی پھونک کے سامنے افسوس ثابت ہوئیں آخر پر حضور ﷺ کے زمانے میں لاکھوں اشعار کے دفتر ایک بے پڑھے پیغمبر کے سامنے شرمندہ ثابت ہوئے۔

اسی لیے ایک صاحبِ علم نے فرمایا ؎

جو راز فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں ظفر علی خاں

(تشریح) کملی والے سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں جنہیں اس لقب سے اللہ نے قرآن میں یاد کیا ہے۔

صرف ایک ہی جواب پر جمنے والے اللہ کے اِن پاک اور برگزیدہ بندوں کا سلسلہ اللہ نے حضرت محمد ﷺ پر ختم فرمایا۔ آپ ﷺ نے بھی اپنے پیشرؤں کی طرح وہی جواب مرحمت فرمایا اور اپنے اور پوری کائنات کے خالق کا کلام ان کے سامنے پیش کیا، جس میں اِن دو سوالوں کا واضح جواب پایا جاتا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ جو پوری کائنات ہے اور اس کے نظام کے اندر جو مکمل ہم آہنگی پائی جاتی ہے یہ سارا سسٹم اللہ نے اپنے بندوں کے لیے ایک معاون حیات (لائف سپورٹ سسٹم) بنایا ہے جس کے بغیر ایک انسان کا اس دنیا میں زندہ رہنا ناممکن ہے اور علاوہ اس کے یہ عظیم سسٹم یعنی مکمل نظام اپنے اندر ایسی نشانیاں اور نظم وضبط رکھتا ہے جو بزبان حال اعلان کر رہا ہے کہ یہ سارا کارخانہ صرف ایک ہی مالک کی حکمرانی کے تحت چل رہا ہے کیوں کہ تجربہ ہے کہ دو مالکوں کے تحت چلنے والا

کارخانہ اپنا دائمی وجود قائم نہیں رکھ سکتا ہے اور تاریخ کے لمبے سفر کے دوران اِن میں کبھی نہ کبھی اختلاف پیدا ہوسکتا ہے۔ واحد مالک اور خالق کے منشاء کے مطابق چلنے والا یہ سارا سسٹم اس بات پر شاہدِ عدل ہے کہ وہ مالک کسی بھی شریک سے بے نیاز ہے اور اسی کا دوسرا نام توحید ہے جو دین اسلام کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ اسی توحید کے متعلق ایک صاحبِ دل بزرگ نے فرمایا ہے کہ ؎

ہر برگ درخت در نظر ہوشیار
دفتر یست معرفتِ کردگار
ہر برگ درخت کہ از زمین روید
وحدہٗ لاشریک لہٗ می گوید

ترجمہ:۔ ایک عقل مند آدمی کی نظر میں درخت کا ہر پتا اللہ کی معرفت کا ایک دفتر ہے۔ زمین سے جو بھی درخت کا پتا اگتا ہے وہ بزبانِ حال گواہی دیتا ہے کہ خدا ایک ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔

تخلیق کائنات کے پیچھے منشا باری تعالیٰ:

قرآنی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ نے ایک عالی شان جنت میں بسانے کے لیے ایک عالی شان مخلوق کو پیدا کرنا چاہا جس کی خاص صفت یہ ہونی چاہیے کہ وہ اللہ کی مخلوق اور اپنی ذات پر غور و فکر کر کے خالق کو پہنچاننے کی کوشش کرے اور ایمانِ بالغیب کے تحت نبیوں کی پُکار پر لبیک کہے اور اپنے اندر اس واحد خالق اور مالک کے متعلق سچا اور پکا یقین پیدا کرے علامہ اقبالؒ کا شعر ہے ؎

یقین پیدا کر اے ناداں کہ یقین سے ہاتھ آتی ہے
وہ شاہی جس کے سامنے جھکتی ہے فغفوری

فغفور شاہانِ چین کا لقب ہے۔

یقینِ محکم، عملِ پیہم، محبت فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں مردوں کی یہ شمشیریں

اسی شعر کو مولانا رومیؒ نے دوسرے انداز سے بیان فرمایا ہے ؎

ہر کہ ترسید از حق و تقویٰ گزید　　ترسد از وے جن وانس و ہر کہ دید

ترجمہ: جو اللہ سے ڈرا اور اللہ سے ڈر کر زندگی گذارنے کا طریقہ اختیار کرتا ہے۔اس سے جن وانس اور اس کی طرف دیکھنے والی ہر مخلوق ڈرتی ہے۔

جو توحید کو دریافت کرنے میں ناکام رہا اس کو کائنات کی ہر چیز ڈراتی ہے واحد خدا کا اعتراف اور اس سے ڈر کر زندگی گذارنے کا سلیقہ اپنے اندر پیدا کرنا انسان کو ایسی قوت عطا کرتا ہے جو اس کو کائنات کا سردار بناتی ہے اقبال کا شعر ؎

ہر کہ عاشق شد جمال ذات را
اوست سید جملہ موجودات را

ترجمہ:۔ جو اللہ کا عاشق بنا اور اس کے دل و دماغ میں اللہ کی محبت رچ بس گئی تو یہی شخص تمام موجودات کا سردار بن جاتا ہے۔

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست

بحر و بر در گوشۂ دامان اوست

ترجمہ:۔جس شخص نے پیارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اپنا سامانِ سفر بنایا سمندر اور خشکی یعنی ساری دنیا اس کے قدموں کے نیچے آتی ہے۔اسی طرح وہ اپنے ایک اردو شعر میں اللہ کی طرف سے حکایتاً فرماتے ہیں کہ ؎

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

دراصل خدا اس کی بنائی ہوئی جنت میں ایک ایسی مخلوق کو بسانا چاہتا ہے جو ہر دم ظاہر و باطن میں اس سے یکسان طور سے ڈرنے والی ہو اور ایسی عظیم مخلوق وہی ہوسکتی ہے جس کے دل کے اندر سچا اور پکا یقین ہو اور وہ یقین پیدا کرنے کے لیے پیغمبر کی اطاعت اور کائنات کا مطالعہ نہایت ہی ضروری ہے اور یہ دونوں باتیں اپنے اندر کامل یکسانیت رکھتی ہیں پیغمبر خدا پر ایمان لانے کی بزبان قال دعوت دے رہا ہے اور مطالعہ کائنات بزبان حال اس کی تائید اور تصدیق کر رہا ہے۔

اللہ اپنے بندوں سے کیا چاہتا ہے؟

اللہ فرماتا ہے کہ اِنَ اللّٰہَ الشْتَرٰی مِنَ الْمُوْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّةَ (سورہ توبہ آیت نمبر ۱۱۱)

ترجمہ:۔اللہ نے ایمان والوں کا مال و جان جنت کے بدلے خرید ا ہے۔

اللہ کی ایک بڑی نعمت جو انسان کو بخشی گئی وہ اس کی جان و مال ہے۔ اللہ اس مال و جان کے ذریعے اپنے بندے کو آزمانا چاہتا ہے کہ کون ان خصوصی عطایا سے کام لے کر اپنے اس مال و جان کو اللہ کی مرضی کے مطابق اور اللہ کے پیغمبروں کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے خرچ کرتا ہے اور کون شخص اپنی چاہت اور اغراض کے تحت اس مال و جان کو استعمال میں لاتا ہے۔ اس کاروائی میں جو چیز اللہ کے یہاں مطلوب ہے وہ بندے کا اخلاص ہے اور یہی اخلاص پیدا کرنے کے لیے بزرگوں کا خوشہ چیں بننا پڑتا ہے دوسری جگہ اللہ نے فرمایا کہ آزمائش کے دوران مجھ تک وہ چیزیں نہیں پہنچتی ہیں جو میں تم سے اپنی مرضی کے مطابق خرچ کروانا چاہتا ہوں بلکہ وہ اخلاص مطلوب ہے جو خالص میرے ہی لیے ہو اور اس میں کسی دوسرے کی شرکت نہ ہو گویا بندہ بزبان حال مال و جان کی قربانی دینے کے بعد ثابت کر کے دیتا ہے کہ **قُلْ اِنَّ الصَّلَاتِی وَ نُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِی لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ** ۔ترجمہ:۔ آپ فرما دیجئے کہ میری نماز، میری قربانی اور میری زندگی اور موت سب اللہ کے لیے ہے۔

تخلیق آدم کے متعلق مولانا رومیؒ کی فکر کا خلاصہ:

آدمؑ کو اللہ نے کیوں پیدا کیا ہے؟ اور اُس سے پہلے اس پوری کائنات کو جس کا محدود حصہ ہی ہمیں دکھائی دیتا ہے کیوں پیدا کیا؟ مولانا رومیؒ نے اس کا ایک خوبصورت نقشہ اپنی مثنوی میں یوں کھینچا ہے

میوہ ہا در فکرِ دِل اوّل بود ۔۔۔۔ در عمل ظاہر بآخر می شود

چوں عمل کردی شجر بنشاندئ اندر آخر حرفِ اوّل خواندئ

گرچہ شاخ و برگ و بیخش اوّل است آں ہمہ از بہرِ میوہ مُرسل ست

پس سرے کہ مغز ایں افلاک بود اندر آخر خواجۂ لولاک بود

مذکورہ اشعار کا مفہوم یہ ہے کہ ایک شخص کے دماغ میں جب کوئی بہترین میوہ حاصل کرنے کا خیال جڑ پکڑتا ہے تو سب سے پہلے وہ ایک درخت لگاتا ہے اور جب وہ درخت بڑا ہو جاتا ہے تو اس کی شاخیں نکلتی ہیں اور پھر اس کے پتے نمودار ہو جاتے ہیں اور آخر پر وہ پھل ظاہر ہوتے ہیں جن کا درخت کے نصب کرنے والے نے قصد کیا ہوتا ہے اور یہ ساری کاروائی ضروری ہوتی ہے کیوں کہ جب تک درخت نصب نہ کیا جائے اور اس کی شاخیں اور پتّے نمودار نہ ہو جائیں تب تک وہ میوہ حاصل نہیں ہوتا ہے ، بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو درخت نصب کرنے سے پہلے زمین بھی ہونی چاہیے اور پانی بھی ہونا چاہیے اور دھوپ بھی ہونی چاہیے جس کے لیے آفتاب کی روشنی اور بادلوں کا برسنا بھی ضروری امور ہیں اور اس ساری کاروائی کا آخری مدعا یہ ہوتا ہے کہ ہمارے ہاتھوں میں وہ میوہ آئے ، جس کا پہلے سے ہم نے کوئی قصد کیا ہوتا ہے۔اسی لیے صوفیاء میں جو یہ مشہور ہے کہ **لولاک لما خلقت الافلاک** ترجمہ: کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں نے آپ کو پیدا کرنے کا قصد نہ کیا ہوتا تو میں ان آسمانوں کو پیدا نہیں کرتا۔ظاہر ہے کہ اگر زمین و آسمان نہ ہوتے تو انسان اپنی بود و باش یعنی سکونت کیسے کرتا گویا انسان جیسی قیمتی مخلوق کو عملی وجود بخشنے کے لیے اس کی پیدائش سے پہلے مذکورہ چیزوں کا ہونا نہایت ہی ضروری تھا کیوں کہ انسانی ضرورتوں کے اعتبار سے انسان فضا یا ہوا میں

زندگی بسر نہیں کرسکتا تھا۔آسمانوں کو پیدا کرنے کے پیچھے جو راز چھپا تھا وہ یہی تھا کہ آخر میں اللہ کو خواجۂ لولاک یعنی آنحضرت ﷺ کو پیدا کرنا تھا۔جو خلاصہ کائنات ہیں۔اور آپ ﷺ کی اطاعت کے طفیل میں تمام فرمانبردار بندوں کو جنت میں پہنچانا مقصود ہے۔

دوسری مثال: ایک شخص نے چاہا کہ اسے گھی حاصل ہو جائے تو اس نے ایک گائے خریدی اس کو پالا پوسا۔گائے نے بچھڑا دیا اور پھر اس کی تھنوں میں دودھ آیا دودھ جم گیا اس کے بعد مکھن حاصل ہوا اور پھر مکھن سے گھی حاصل ہوا۔گویا گھی حاصل کرنے کے لیے پہلے اتنی بڑی کاروائی کرنی پڑی۔اسی طرح جب اللہ کو خلاصۂ کائنات یعنی انسان کو پیدا کرنے کا ارادہ ہوا اور اُس نے اس بات کا قصد کیا تو سب سے پہلے اس کائنات کی تخلیق کی اور ایسا کرنا ضروری تھا کہ جس قیمتی شئے کو اس دنیا میں لانے کا ارادہ تھا اس کا جینا اور اس کی ضرورتوں کو پیش نظر رکھنا ضروری بھی تھا اور اپنی اس کاریگری کو ظاہر کرنے کے بعد اسی کائنات کو ایک کھلی کتاب کے طور پیش کرنا بھی اس کے ارادے میں شامل تھا اور یہ کھلی کتاب تصنیف کرنا خدا کے بغیر کسی کے بس کی بات نہیں اور اس سے اپنے بندوں کو یہ سمجھانا بھی مقصود تھا کہ جو خدا اتنی بڑی کائنات کو پیدا کرسکتا ہے اس کے لیے انسان جیسی ضعیف مخلوق کو دوبارہ پیدا کرنا کوئی بڑی بات نہیں جیسے وہ خود فرماتا ہے کہ أَأَنتُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمِ السَّمَاءُ (ترجمہ) کیا تم کو پیدا کرنا اللہ کے لیے زیادہ سخت ہے یا ان آسمانوں کو۔مطلب یہ کہ جب اللہ اتنی بڑی مخلوق کو پیدا کرسکتا ہے تو انسان جیسی چھوٹی موٹی مخلوق کا دوبارہ پیدا کرنا اس کے لیے کیا مشکل ہے معلوم ہوا کہ اللہ فرماتا ہے کہ کائنات کی اس کھلی کتاب کا مطالعہ کرو اور خدا کی وحدانیت اور

قدرت کی تصدیق کرو۔ جہاں یہ کائنات انسانی ضرورتوں کو پورا کرنے کا ایک وسیلہ ہے وہیں انسان کے تدبر اور تفکر کے لیے ایک بڑا امتحان بھی ہے۔کائنات سے لے کر انسان تک اس ساری تفصیل کو سمجھنے کے لیے زیرنظر سطور شافی وکافی ہیں:

پوری کائنات کے متعلق معلوم حقائق سے پتا چلتا ہے کہ زمین ایک منفرد سیارہ ہے جہاں انسان جیسی مخلوق پائی جاتی ہے ۔اور اس زمین کی بناوٹ چند جمادات پر مشتمل ہے: جمادات جماد کی جمع ہے اور جماد بے جان چیزوں کو کہتے ہیں ۔ جیسے دھات ، پتھر، پہاڑ وغیرہ اور جماد اِن چیزوں کو بھی کہتے ہیں جن میں بڑھنے کی قوت نہ ہو اور وہ چیزیں بے جان ہوں چاہے معدنی ہوں لیکن حیوانات کی قِسم سے نہ ہوں یعنی بے جان ہوں اور وہ زمین (جس پر پانی نہ برسے) بھی جماد ہی ہے۔اور از خود جس کی نشو نما نہ ہو تو ان معنیٰ کو مدنظر رکھتے ہوئے ہماری اس دنیا کو اگر مجموعی طور سے جمادات کا نام دے کر پُکارا جائے تو غالباً غلط نہ ہوگا اور پھر اس جمادات کی دنیا کو اگر کچھ امدادی اشیاء حاصل ہوں تو ان کی وساطت سے یہ ممکن بن جاتا ہے کہ ان جامد چیزوں سے انسانی زندگی بارآور ہوسکتی ہے مثلاً بارش اور دھوپ کی برکت سے زمین پر نباتات اُگ سکتے ہیں اور ان نباتات کو استعمال میں لا کر حیوانات کی پرورش ہوسکتی ہے اور حیوانات کی پرورش کر کے انسانی ضروریات کو پورا کیا جاسکتا ہے تو معلوم ہوا کہ جمادات کا خلاصہ نباتات اور نباتات کا خلاصہ حیوانات ہیں اور حیوانات کا خلاصہ انسان ہے۔

نقشہ اس طرح ترتیب دیا جاسکتا ہے:

کائنات کا خلاصہ

جمادات

جمادات کا خلاصہ

نباتات

نباتات کا خلاصہ

حیوانات

حیوانات کا خلاصہ

انسان

انسان کا خلاصہ

ایمان اوراعمال صالحہ کے ذریعے اپنے رب کی معرفت اوراُس کی رضا

اللہ نے چاہا کہ اپنے فضل وکرم کو ظاہر کرنے کے لیے ایک باکردار مخلوق کو جنت میں بسائے، لیکن ہر چیز کی ایک ضد ہوتی ہے اور لفظ با کردار کی ضد بے کردار ہے۔ اورانسانی تجربہ ہے کہ ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے جو مخلوق اللہ نے جنت جیسی عالی شان جگہ کے لیے منتخب فرمائی ہے اس کا باکردار ہونا ضروری ہے۔ کردار سے مراد سطحی کردار نہیں ہے بلکہ اللہ نے جو بہترین اعمال وعقائد بندوں کے لیے پسند کئے ہیں ان کی انجام دہی کے سلسلے میں بندے کا ظاہر اور باطن کے اعتبار سے یکساں ہونا، ورنہ ظاہر و باطن کے اختلاف کی وجہ سے انسان منافق بن جاتا ہے جو اللہ کے نزدیک ایک جُرمِ عظیم ہے خدا کی بندگی کا محرک یا شوق اِلٰہی بن سکتا ہے یا خوف اِلٰہی اور خدا کی

نافرمانی کا سبب عقائد کی کھوٹ اور اُن کھوٹے عقائد کے تحت میں انسان سے صادر ہونے والے بُرے اعمال جس کی سزا اللہ کی بنائی ہوئی جہنم قرار پائی۔

بندوں کی بندگی سے خدا کیا چاہتا ہے؟

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں بندوں کی بندگی سے خدا کا کوئی ذاتی فائدہ نہیں ہے اور نہ اس کو کسی فائدے کی حاجت ہے بلکہ بندوں پر اپنے فضل وکرم کی بارش کا برسانا ہے چنانچہ مولانا رومیؒ اللہ کی طرف سے حکایتاً فرماتے ہیں ؎

من نکردم امر تا سُودے کُنم　　بلکہ تا بَر بندگاں جُودے کُنم

یعنی اے لوگو میں نے تمہیں اس لیے پیدا نہیں کیا ہے تا کہ تم سے کوئی نفع کماؤں بلکہ اس لیے پیدا کیا ہے تا کہ تم پر اپنا جُود وکرم کروں۔یعنی بخشش کے لیے پیدا فرمایا ہے دوسری جگہ بھی یہی مضمون ان الفاظ میں فرماتے ہیں ؎

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است　　قصدِ من از خلق اِحسان بُودہ است

آفریدم تا زِمن سودے کُنند　　تا زشہدم دست آلُودے کنند

نے بَرائے آں کہ تا سُودے کُنم　　وز برہنہ را قبائے بر کَنم

(ترجمہ) پیغمبر نے فرمایا کہ اے لوگو خدا فرماتا ہے کہ میں نے جو آپ کو پیدا کیا ہے تو اس سے میرا قصد آپ پر احسان کرنا ہے۔میں نے تمہیں اس لیے پیدا کیا تا کہ مجھ سے فائدہ حاصل کرو اور میرے شہد سے تم اپنے ہاتھوں کو آلودہ کرو۔میں نے تمہیں اس لیے پیدا نہیں کیا ہے تا کہ تم سے کوئی نفع کماؤں اور ننگے سے اس کی چادر چھین لوں۔جیسا کہ قرآن پاک ارشاد ہے کہ مَآ اُرِیْدُ مِنْھُمْ مِنْ رِّزْقٍ وَّ مَآ اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ (ترجمہ) میں ان سے کسی قسم کا رزق نہیں چاہتا، اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔سورہ الذاریات آیت نمبر ۵۷)

اِنسانی اِرتقاء

ارتقاء کہتے ہیں درجہ بہ درجہ ترقی کی راہ پر گامزن ہونے کو۔ یقیناً اللہ نے اپنے فضل وکرم کا اظہار کرنے کے لیے انسان کو ارتقاء کے راستے پر ڈالا ہے ۔مولانا رومیؒ فرماتے ہیں ؎

توازاں روزے کہ درہَست آمدی — آتشے یا خاک یا بادے بُدی
گر بداں حالت تُرا بودے بقا — کہ رسیدے مرترا ایں اِرتقا
از مُبدِّل ہستیِ اوّل نماند — ہستی دیگر بجائے اُو نشاند
ہمچنیں تا صد ہزاراں ہستہا — بعد یک دیگر دوم بہ از ابتدا

۱؎ اے انسان تو جس دن وجود میں آیا ہے اس وقت تو مکمل انسانی شکل میں موجود صورت میں نہیں تھا تو اس وقت آگ یا خاک یا ہوا تھا مطلب یہ کہ انسان کا ارتقاء رفتہ رفتہ ہوا ہے اور انسان کی کہانی زِیرو سے شروع ہوتی ہے اور ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ وہ ایک ہیرو یا پہلوان کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔

۲؎ اے انسان اگر تو اسی ابتدائی حالت پر باقی رہتا تو تجھے یہ موجودہ ترقی کب نصیب ہوتی۔

۳؎ تیرے تبدیل کرنے والے کی وجہ سے تیرا پہلا وجود باقی نہ رہا اور اس نے تجھے دوسرا وجود اس کے بدلے عطا فرمایا۔

۴؎ اسی طرح لاکھوں وجود تک ایک کے بعد دوسرا وجود پہلے وجود سے بہتر ہوتا ہے۔

ایں بقا ہا از فنا ہا یافتی　　از فنایش رو چرا برتافتی

زاں فناہا چہ زیاں بُودت کہ تا　　بَر بقا چفسیدۂ اے بینوا

چوں دوم از اوّلیت بہتر است　　پس فنا جُوی و مبدّل را پرست

۱؎ اے انسان تم نے یہ موجودہ بقائیں مختلف فناؤں سے حاصل کی ہیں تو اس فنا کرنے والے کی فنا سے تو نے کیوں منہ موڑا ہے۔

۲؎ ان فناؤں سے تجھے کیا نقصان پہنچا کہ تو اے بینوا! موجودہ بقا سے چمٹا ہوا ہے۔ اور سابقہ وجود پر ہی اپنی کم عقلی کی وجہ سے موجود رہنا چاہتا ہے۔

۳؎ جب تیرا وجود پہلے سے بہتر ہے لہٰذا تو فنا کی جستجو کر اور تبدیل کرنے والے خدا کی عبادت کر۔

در فنا ہا ایں بقا ہا دیدۂ　　بر بقائے جسم چوں چفسیدۂ

ہیں بدہ اے زاغ ایں جاں باز باش　　پیشِ تبدیلِ خدا جانباز باش

۱؎ اے انسان تیری ان فناؤں میں تو نے یہ بقائیں دیکھی ہیں اور اب اس دنیا میں آنے کے بعد موجودہ جسم کی بقا پر تو کیوں چپک گیا ہے۔

۲؎ ہاں اے کوّے (یعنی کم سمجھ انسان) تو یہ موجودہ جان خوشی سے دے دے اور باز بن جا۔ اور خدائی تبدیلی کے سامنے جانباز بن جا۔

(تشریح)

مذکورہ بالا اشعار سے مولانا ہمیں یہ سمجھاتے ہیں کہ ماں کے پیٹ میں وجود پانے

سے پہلے انسان مٹی کے زروں میں ،ہوا کے جھونکوں میں ،سورج کی تپش میں، بارش کے قطروں میں چھپا ہوتا ہے، پھر ان تمام اشیاء کے ملاپ سے غلات کے دانے اُگتے ہیں۔ انسان اُن دانوں کو کھاتا ہے اور پرورش پاتا ہے اس کی رگوں میں خون دوڑنے لگتا ہے اور اس خون سے باپ کی پشت میں ایک منی کا قطرہ جنم لیتا ہے اور وہی قطرہ انسان کی پیدائش کا سبب بنتا ہے اور یہ سب تبدیلیاں خدا کے چاہنے سے وجود میں آتی ہیں اور ہر تبدیلی ایک نئی شکل بن کر مشاہدہ میں آتی ہے، پھر ان تبدیلیوں کے بعد ماں کی پیٹ کے اندر ایک بچہ بنتا ہے، جس کی غذا صرف ماں کا خون ہوتا ہے جو چند ماہ گذرنے کے بعد مکمل انسانی وجود میں اس دنیا کے اندر آتا ہے جہاں اس کی غذا تبدیل ہوتی ہے اور خون کے بجائے ماں کا دودھ پینا شروع کرتا ہے اور وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ اس کے اندر ایسی تبدیلی آتی ہے کہ وہ دنیا کی دوسری نعمتوں سے لذت حاصل کرتا ہے لیکن اپنے ناقص وجود کی وجہ سے یا بشری کمزویوں کی وجہ سے ان کھائی ہوئی نعمتوں کو پیشاب پاخانے میں تبدیل کرتا ہے۔ اب اللہ چاہتا ہے کہ اس آزار سے انسان کو آزاد کرے اس کے لیے ایک اور فنا کی ضرورت ہے اور وہ موت ہے۔ موت کے بعد والی زندگی میں اللہ انسان کی بدبودار پیشاب پاخانہ کو ختم کر کے جنتی خوراک سے خوشبو میں تبدیل کرنا چاہتا ہے اور وہ سارا معاملہ جنت میں ہوگا اور اسی جنت کے بدلے اللہ نے اپنے فرمانبردار بندوں کا مال وجان خریدا ہے تا کہ یہ بندہ اللہ کے حکم کے تحت اس آزمائش کی دنیا میں اس مال وجان کا صحیح استعمال کرے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ دنیا آزمائش کی ایک جگہ ہے اور آخرت کے لیے ایک سیلکشن گراونڈ کی حیثیت رکھتی ہے۔ تا کہ آشکارا ہو جائے کہ کون اللہ کا بندہ اپنی آزادی کا صحیح استعمال کرتا ہے اور کون نہیں۔

دنیا ایک وقتی نرسری یعنی (پرورش گاہ) ہے

اللہ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے کہ اَلَّذِی خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیَاۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً (سورہ ملک)

(ترجمہ) اللہ نے موت وحیات کو اس لیے پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ کون اچھے اعمال کرنے والا ہے۔

یہ آزمائش اس غرض کے لیے ہے کہ اللہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون میرے بندوں میں سے اپنے ذاتی ارادے سے اللہ کے مقرر کردہ نظم وضبط کی پابندی کرتا ہے اور کون اللہ کے قائم کردہ نظم وضبط کو توڑنے کی کوشش کرتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ نے اس دنیا کے اندر انسان کو کوئی بھی کام کرنے یا نہ کرنے کی آزادی عطا کی ہے۔ اسی ارادے کی آزادی کو انگریزی زبان میں **[WILL POWER]** یعنی قُوّتِ ارادی کہتے ہیں۔ اس اعتبار سے انسان ایک انوکھی مخلوق ہے اور اپنے ارادے کو صحیح ڈھنگ سے استعمال کرنے یا نہ کرنے کی آزادی صرف جن وانس کو ہی عطا کی گئی ہے۔ اللہ کی دی ہوئی طاقت سے انسان صحیح بھی کرسکتا ہے اور غلط بھی کرسکتا ہے اور انسان پر جو الزام عائد ہوتا ہے وہ صرف اس لیے ہے کہ اس نے سوچ سمجھ کر یا بلا سوچے غلط کام کے ساتھ اپنا ارادہ کیوں لگایا گویا ارادے کی جو خاص قوت دیگر مخلوقات کے مقابلے میں انسان کو عطا کی گئی ہے اسی قوت کا صحیح یا غلط استعمال انسان کو اس کے منطقی انجام تک پہنچا دیتا ہے۔ جس

طرح ایک نرسری میں بے شمار پودے ہوتے ہیں اور جو پودادرست انداز میں ابتدائی پرورش پانے میں کامیاب ہوجاتا ہے اسی پودے کو بڑی احتیاط کے ساتھ نکال کر کشادہ جگہوں میں نصب کیا جاتا ہے اور پھر وہ اپنی مکمل پرورش وہیں پاتا ہے اور جو پودا اس نرسری میں درست انداز میں پرورش پانے میں ناکام رہتا ہے اس کو زمین کے اندر دبا دیا جاتا ہے اور وہ اپنے اصلی وجود کو ترقی کے راستے پر ڈالنے میں ناکام رہتا ہے۔اللہ نے پانی، ہوا اور دھوپ کی شکل میں جو نعمتیں اپنے بندوں کو عطا کی ہیں وہ سبھوں کے لیے یکساں ہیں اور بحیثیت انسان کان، ناک، آنکھ، زبان اور دیگر اعضاء سبھوں کو مساوی طریقے سے بانٹے ہیں۔بادشاہ سے لے کر غلام تک ان نعمتوں میں کسی جانبداری سے کام نہیں لیا ہے بلکہ اس کی عطائیں عام ہیں۔لہٰذا سبھوں کے لیے امتحان بھی یکساں قسم کا ہے اور ان عطایا کے صحیح استعمال کی بنیاد پر معاوضہ بھی ایک جیسا رکھا ہے اور منشاء صرف ایک ہی ہے آزادی کا صحیح استعمال کرنے والے انسان کو اس امتحان گاہ سے نکال کر اس کی اصلی آرام گاہ یعنی جنت میں پہنچایا جائے جو ایک معیاری عالَم ہے اور وہ دنیا ایسی خوبصورت اور حسین دنیا ہے کہ انسان فطرتاً وہاں کی مسرتوں کا متلاشی ہے اور وہ مسرتیں وہاں لامحدود تعداد میں پائی جاتی ہیں جن کی تفصیل اللہ کی پاک کتاب یعنی قرآن مجید میں موجود ہے۔

تخلیق آدم

اپنے ازلی اور ابدی صفات کے اظہار کے لیے انسان جیسی مخلوق کو پیدا کرنے کا علم خدائے علیم وخبیر کو ہمیشہ سے تھا اور اللہ نے آدم کو ایک مقررہ وقت پر پیدا فرما کر انسانوں کو وجود میں لانے کا ارادہ فرمایا۔اور جنت میں بسانے سے قبل انسان کو فرمابرداری کا اجراور نافرمانی کا انجام پوری وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا تاکہ انسان کو جب بھی جنت میں دائمی طور سے بسانے کا وقت آپہنچے تو یہ انسان انتہائی عاجزی وانکساری اور حلم وشکر کے ساتھ اس راحت وآرام کی جگہ قرار پکڑے اور اللہ کی اعلیٰ معرفت کی مزید منزلیں طے کرتا رہے۔جن کا خاتمہ جنت میں بھی اعلیٰ قسم کے مشاہدے کے ساتھ کبھی ختم نہیں ہونگی۔اس کا ایمان بالغیب اس کے مشاہدے میں آئے گا۔اور وہ ترقی کی اُس شاہراہ پر گامزن ہوگا جس کی کوئی انتہا نہیں۔اور سب سے بڑھ کر اُس اعلیٰ قسم کے انعام سے نواز جائے گا جس میں اس کو ہر جمعہ کو زیارت باری تعالیٰ نصیب ہوگی۔اللہ کے صفات میں ایک بڑی صفت یہ بھی ہے کہ وہ سرکشوں کو دبوچنا بھی جانتا ہے اور اس پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ اللہ کی اس صفت کا کن پر اطلاق ہوگا اس کی ایک جھلک اللہ نے انسان کو اس کے جنت میں دائمی طور سے داخل کرنے سے پہلے ملائکہ اور جنات کی موجودگی میں اس وقت دکھائی جب اللہ نے آدم کے سامنے فرشتوں اور ابلیس کو حکم دیا کہ وہ آدم کے سامنے سجدہ ریز ہوجائیں کہ یہی انسان ہی اللہ کی ایک اعلیٰ تخلیق کا مظہر تھا۔اس

کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا مطلب یہ تھا کہ اللہ کی قدرت سے بنے ہوئے اس اعلیٰ شاہکار کی بزرگی کا وہ بھی اعتراف کریں کیوں کہ اللہ خود فرماتا ہے کہ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ (سورۃ الاسرا) کہ ہم نے بنی آدم کو مکرم بنایا ہے یعنی قابل تکریم۔ آدم کو سجدہ کروانا دراصل یہ مطلب رکھتا تھا کہ اللہ اپنے لامحدود علم کے تحت جو بھی ارادہ فرمائے یا کسی امر کا قصد کرے وہ اس کے لامثال علم کے مطابق ایک صحیح اور واجب الاطاعت فیصلہ ہوگا۔ اللہ کے اس فیصلے کو فرشتوں نے بِلا چون وچرا تسلیم کیا لیکن ابلیس نے جو اصلاً جنوں میں سے تھا اس فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ اللہ نے اس پر لعنت نازل فرمائی اور وہ اللہ کی صفت غضب کا مستحق بنا۔ اور ایسا کر کے اللہ نے آدم کو اس بات کا کھلا درس دیا کہ آگے چل کر فرمانبرداروں اور نافرمانوں کے ساتھ الگ الگ کس طرح کا معاملہ پیش آنے والا ہے۔ اور آدم کو یہ بات سمجھائی گئی کہ اگر اس کی اولاد میں سے بھی کوئی ایسا ہی طرز عمل اختیار کرے گا جیسا ابلیس نے کیا تو اس کے ساتھ بھی جہنم میں ایسا ہی ناراضگی کا معاملہ برتا جائے گا۔ آمنے سامنے آدم کو پورے شعور کے ساتھ یہ بات سمجھائی گئی لیکن اب ایک اور صفت کا سمجھانا بھی اللہ کے تخلیقی منصوبے میں پہلے سے ہی شامل تھا اور وہ اس کی شانِ غفوری کا اظہار تھا۔ کہ اللہ صرف نوازنے والا کریم اور گرفت کرنے والا قہار ہی نہیں ہے بلکہ غفور ورحیم بھی ہے یہ بات اللہ نے آدمؑ کو جنت میں سِکھائی جب اس کو پورے اعزاز واکرام کے ساتھ جنت میں داخل کیا لیکن وہاں اس سے ایک لغزش صادر ہوئی اس پر اللہ نے پھر آدم کو زمین پر اُتارا جس پر آدم کو بہت ہی

ندامت ہوئی اور وہ بہت روئے تو اللہ نے اس کے رونے دھونے پر رحم کھا کر اسے بخش دیا تو ابن آدم کے متعلق یہ فارمولہ طے ہوا کہ اگر وہ فرمانبرداری کا وطیرہ اختیار کرے تو اس کے لیے جنت ہے اگر نافرمانی کرے تو اس کے لیے جہنم ہے اور اگر بشری کمزوری کے تحت اس سے کوئی لغزش ہو جائے گی تو توبہ، ندامت اور رونے دھونے سے اس کو بخش دیا جائے گا۔ اور اس طرح اللہ نے سبھوں کے سامنے ان باتوں کا اعلان فرمایا تا کہ کوئی بھی مخلوق کسی قسم کے ابہام میں نہ رہے اور بات واضح ہو جائے۔ آدم کی جس کثیر اولاد کو جنت میں بسانے کا اللہ نے ارادہ فرمایا تھا انہیں اس دنیا میں انسانی شکل میں لا کر آزمانے کے بعد ان کے ایمان اور اعمال صالحہ کی بنیاد پر ان کے منطقی انجام تک پہنچانا منشا باری تعالیٰ تھا تا کہ ایک طرف اللہ تعالیٰ کی صفات کا مکمل اظہار ہو جائے اور دوسری طرف حکمت کے خزانے چھپ کر نہ رہیں۔ اسی مضمون کو مولانا رومیؒ اس طرح بیان فرماتے ہیں ؎

بہرِ اظہار است ایں خلقِ جہاں
تا نہ ماند گنجِ حکمتہا نہاں

(ترجمہ) اے لوگو اس جہاں کی تخلیق ان ہی سربستہ رازوں کے اظہار کے لیے ہے تا کہ حکمت کے خزانے پردے میں نہ رہیں بلکہ منظرِ عام پر آجائیں۔

(تشریح) چیزوں کی فراوانی میں رہتے ہوئے ایک انسان کے اعلیٰ اخلاق کی جانچ نہیں کی جاسکتی ہے۔ بلکہ انتہائی مشکل حالات میں مبتلاء ہوتے ہوئے بہترین اخلاق کا مظاہرہ کر کے ہی کوئی شخص اپنے کو اشراف المخلوات ثابت کر سکتا ہے اور یہی بات کسی کی آزمائش سے

مطلوب بھی ہوتی ہے جس کے اظہار کے لیے جنت نہیں بلکہ دنیا جیسی جگہ ہی مناسب ہو سکتی تھی کیوں کہ دنیا ایک پُر مشقت جگہ ہے۔اس مقصد کی تکمیل کے لیے انسان کا دوبارہ جنت سے اس دنیا میں لایا جانا منشاء باری تعالیٰ تھا۔تا کہ بارِ دیگر انسان صاف و پاک اور آزمائش میں کامیاب ہو کر جنت میں ہمیشہ کے لیے اپنا مقام پائے جیسے دنیا کے اندر کسی طالب علم کو اُس کی اعلیٰ کارکردگی کے بعد ڈگری عطا کی جاتی ہے،تو پھر دستور کے مطابق اس سے وہ ڈگری نہیں چھینی جا سکتی ہے۔اس طرح آزمائش کی اس دنیا میں کامیاب ہو کر اللہ اپنے بندوں کو دوبارہ معزول نہیں کرے گا کہ ایسا کرنا اس کی شانِ کریمی کے خلاف ہے۔

آزمانے کے لیے آزادی ضروری ہے:

اگر ایک امتحان ہال میں دھونس دباؤ کے تحت طلب علم سے کوئی خاص جواب لکھوایا جائے تو وہ امتحان نہیں رہے گا اور اس قسم کا معاملہ کر کے طالب علم کی حقیقی صلاحیتوں کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جا سکتا ہے نہ ہی طالب علم پر یہ بات کھل کر سامنے آئے گی کہ وہ کس صلاحیت کا مالک اور کس انعام کا مستحق ہے یا کس ناکامی و نامرادی کا حقدار ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ نے اس دنیا میں ہر شخص کو تفہیم و تلقین کے ذریعے اچھائی کا نفع اور بُرائی کے مضر اثرات بیان کر کے آزاد چھوڑا تا کہ وہ اپنی پسند اور ناپسند کے تحت جونسا راستہ اختیار کرنا چاہے کر سکے کیوں کہ قرآن حکیم کے بیان کے مطابق اللہ نے انسان کو اس دنیا میں آزمانے کے لیے لایا ہے۔اس آزمائشی وقفہ کے دوران اس کو اپنی بود و باش کے لیے ایک محدود دنیا کی ضرورت تھی جس کے لیے اللہ نے اس دنیا کو بنایا،جس میں سے ہر بشر کو گزرنا پڑتا ہے۔اس

اعتبار سے یہ دنیا ایک گزر گاہ ہے اور انسان کی آخری منزل جنت یا جہنم ہے اور وہی انسان کا دائمی اور ابدی مقام بھی ہے۔ لیکن انسان عجلت پسند ہے اور یہ اپنی ساری خواہشات دنیا میں ہی پورا کرنے کے لیے اسی کو زیادہ سے زیادہ آباد کرنا چاہتا ہے جس کا ایک بہترین خاکہ اللہ پاک نے اپنے کلام مقدس میں یوں بیان فرمایا ہے کہ: **بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا ٥ وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی ٥ اِنَّ ھٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی ٥ صُحُفِ اِبْرَاھِیْمَ وَ مُوْسٰی** (ترجمہ) لیکن تم دنیاوی زندگی کو مقدم رکھتے ہو حالانکہ آخرت کہیں زیادہ بہتر اور کہیں زیادہ پائیدار ہے۔ یہ بات پچھلے آسمانی صحیفوں میں بھی درج ہے ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں بھی۔ یہی تمام سابقہ آسمانی کتابوں کا خلاصہ بھی تھا اور یہی قرآن مجید کی تعلیمات کا بھی خلاصہ ہے اور یہی انسانی موت وحیات کا راز بھی ہے اللہ فرماتا ہے کہ **اَلَّذِی خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیَاتَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلً (2)**۔ (ترجمہ) جس نے موت اور زندگی اس لیے پیدا کی تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل میں زیادہ بہتر ہے مطلب یہ کہ اللہ نے موت وحیات کو اسی لیے پیدا کیا تاکہ تمہیں (ایک آزاد ماحول میں) آزمایا جائے کہ کون اچھے اعمال کرنے والا ہے۔ جب آزمائش کی بات آئی تو آزادی ضروری اور واجب بن جاتی ہے۔ کیوں کہ زبردستی کے ماحول میں کسی کی جانچ کی جائے تو وہ آزمائش نہ رہے گی بلکہ امتحان کے نام پر ایک ظلم ہوگا اللہ فرماتا ہے **وَمَا رَبُّکَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْد ٥** ترجمہ تمہارا پروردگار بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔ آزادی کے ماحول میں لئے گئے اس امتحان کا

دوسرا مطلب یہ بھی ہے کہ انسان کو بذات خود اس کے اعمال کی پرکھ کے بعد معلوم ہو جائے کہ اس کے ساتھ ظلم نہیں کیا گیا بلکہ وہ اصلاً اسی معاوضے کا مستحق تھا جو اس کو جہنم یا جنت کی شکل میں آخرت میں دیا جائے گا۔ اور بصورت جہنمی اس کے پاس اپنے کو صحیح ثابت کرنے کا کوئی جواز نہیں رہے گا۔ جس کو وہ پہلے ہی اپنی بداعتقادی اور بداعمالی سے دنیا میں کھو کر آیا ہوگا۔ اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو یہ دنیاوی زندگی ہر انسان کے لیے نہایت ہی انمول شئے ہے جس کا ہر سانس اور ہر لمحہ اس کے لیے نہایت ہی اہم ہے جس کا صحیح اندازہ اس کو اپنی آخری جزا پانے کے دن یعنی میدان محشر میں ہوگا۔ اور اسے معلوم ہو جائے گا کہ جس مال و اولاد کے لیے وہ اپنی ساری توانائیاں خرچ کر کے آیا ہے وہ اس کو وہاں کوئی فائدہ نہ دے دیں گی۔ ہاں اگر وہ قلب سلیم لے کر اپنے رب کے پاس حاضر ہوگا تو یہی اس کے لیے ایک اچھی نوید ہوگی جیسا کہ اللہ رب العزت خود فرماتا ہے کہ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ. اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْم ۔سورہ الشعراء (ترجمہ) جس دن مال و اولاد کوئی نفع نہ دیں گے بلکہ وہی کامیاب ہوگا جو قلب سلیم لے کر رب کی حضوری میں پیش ہوگا اور اس قلب سلیم کے تعمیر کی جگہ خالصتاً یہی دنیا ہے۔

انسان کے اشرف المخلوقات ٹھہرنے کی وجہ:

تمام آسمانی کتابوں کا بالاستیعاب مطالعہ کرنے کے بعد پتا چلتا ہے کہ اللہ نے تین خاص طرح کی مخلوق پیدا فرمائی سب سے پہلے فرشتوں کو پیدا فرمایا جو ایک نورانی مخلوق ہے اور جن کے اندر پیدائشی طور پر بُرائی کا کوئی شائبہ نہیں پایا جاتا

ہے۔اور وہ اپنی فطرت اور ساخت کے اعتبار کسی بُرائی کا تصور تک بھی نہیں کر سکتے ہیں اور ان کے اندر فساد کا کوئی مادہ ہی اللہ نے نہیں رکھا ہے۔لہٰذا وہ بلا کسی چون و چرا کے دن رات اللہ کی تسبیح ،تحمید اور تقدیس میں مشغول ہیں اور اللہ ان سے ہر آن راضی ہے اور راضی رہے گا۔اس قسم کی مخلوق کو آزمانا تحصیل حاصل تھا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کے فطری انقیاد کے مدمقابل کوئی چلینج نہیں ہے اور ان کے لیے کوئی مجاہدہ کرنے کی ضرورت نہیں ۔ایسی بے نفس مخلوق کے لیے علامہ اقبالؒ نے تن آسان عرشی کا لفظ استعمال کیا ہے۔ایمان بالغیب کی راہ میں جو مشکلات انسانوں کو پیش آتی ہیں ان کو ان میں سے کسی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑتا ہے، بلکہ ان کا ایمان (ایمان بالمشاہدہ)یعنی دیکھ کر ایمان لانے کے ساتھ مربوط ہے۔اُن کا ایمان انسانوں کی طرح ایمان بالغیب نہیں ہے۔ پیدائشی طور سے معصوم مخلوق اور انسانوں کی طرح سے مجاہدوں سے نہ گذرنے والی مخلوق محبوب الٰہی تو ہوگی کہ ایسی باکمال مخلوق بھی قدرت کا ایک کرشمہ ہے لیکن جنت جیسی عظیم نعمت کا مستحق صرف آدم اور اس کی اولاد ہی ہے اور اسی کے بدلے اللہ نے مومنوں کا مال و جان خریدا ہے ۔فرشتوں کو نہ حوروں کی ضرورت ہے اور نہ ہی وہ اپنی پیدائشی بناوٹ کی وجہ سے اُن سے کسی قسم کا لطف حاصل کر سکتے ہیں اس طرح کا انعام پانے کے لیے اللہ نے جن وانس کو پیدا فرمایا جن کا ایمان (ایمان بالغیب) کے ساتھ مشروط ہے۔

(۲) دوسرے نمبر پر جس مخلوق کو اللہ نے وجود بخشا وہ جن شیاطین ہیں اور ان سے بھی اللہ کی عبادت مطلوب ہے یہ ایک پوشیدہ مخلوق ہے جن کو اللہ نے آگ سے

پیدا کیا۔اس مخلوق میں شر کا پہلو غالب ہے۔ بڑی سرعت سے کسی کام کو انجام دینے والے ہیں گویا ایک طرح سے بڑی طاقتور مخلوق بھی ہے۔ان کو بھی اللہ نے اپنی معرفت کے لیے پیدا فرمایا تھا۔ان کا معلم ابلیس تھا اور وہ بہت داؤ پیچ جانتا تھا حتیٰ کہ فرشتوں کے ساتھ بھی اس کا میل ملاپ ہوا اور اپنے علمی کمال کی وجہ سے وہ اُن کے سامنے توحید بیان کرتا تھا اس لحاظ سے اُسے فرشتوں میں بھی بڑا مرتبہ حاصل تھا۔اس مخلوق کو بھی اللہ نے ارادے کی آزادی عطا کی تھی لیکن ایک فیصلہ کن وقت آنے پر اللہ نے ثابت کر دیا کہ صرف علم سے ہی معرفت کا اعلیٰ مقام حاصل نہیں کیا جاسکتا ہے بلکہ اس کے ساتھ عاجزی اور انکسای کا ہونا بھی ضروری ہے جس کی اللہ کے دربار میں بہت ہی قدر کی جاتی ہے کیوں کہ معلوم حقائق سے پتا چلتا ہے کہ ابلیس کے پاس بہت علم تھا لیکن عجز وانکسار نہیں تھا۔لہٰذا اگر کسی مخلوق کو اللہ عجز وانکسار سے نوازے گا تو باوجود گناہ سرزد ہونے کے وہ دوبارہ نوازے جانے کی مستحق بن سکتی ہے جیسا معاملہ اللہ نے نسیان ہونے کے باوجود آدم کے ساتھ کیا جب اس نے عاجزی کے ساتھ نالہ وزاری کی اور ندامت کے آنسو سے اپنی غلطی کو دُھلوایا اور اللہ ان سے دوبارہ راضی ہوا۔ابلیس نے غلطی کے بعد رجوع نہیں کیا اور تکبر سے کام لیا لہٰذا اس قسم کی مخلوق کو بھی اللہ نے خلافت ارضی سے نہیں نوازا۔ بلکہ جنات کی ایک اور قسم زمین پر پیدا فرمائی۔ جو آگ اور ہوا کے مادے سے پیدا کی گئی۔انہوں نے بھی زمین پر بہت فساد پھیلایا، یہاں تک کہ اللہ نے ان کی سرکوبی کے لیے فرشتوں کو بھیجا انہوں نے اِن کو زمین کے ویران مقامات کی طرف بھگا دیا۔مگر کئی جنات کے متعلق قرآن تصدیق کرتا ہے کہ انہوں نے پیغمبروں کی دعوت پر لبیک کہا۔

(۳) تیسری مخلوق کے ذیل میں انسان آتا ہے۔ انسان میں ایک طرف سے اللہ نے خیر کا مادہ رکھا اور دوسری طرف سے شر کا۔ گویا انسان خیر وشر کا مجموعہ ہے، لیکن اسی کے ساتھ اور ایک قوت سے بھی نوازا جس کو قوت ارادی {Will POWER} کہتے ہیں ۔جس کی خاص صفت یہ ہے کہ خیر و شر کے فطری اوصاف میں سے جس کے ساتھ آزادی کے ماحول میں اپنے ارادے کو جوڑے گا تو ظاہر کے اعتبار سے خالصتاً وہی شکل وجود میں آئے گی ۔شیاطین جن میں شر ہی شر تھا۔اور وہ جہنم کی آگ سے ہی پیدا ہوئے تھے زمینی جنات میں شر کا مادہ زیادہ تھا لہٰذا ان کی اکثریت قوتِ ارادی کے باوجود شر پر مکمل غلبہ نہ پا سکے۔فرشتوں کے اندر خیر کلی کا پیدائشی مادہ ہونے کی وجہ سے اُن سے بُرائیوں کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا ہے۔لہٰذا ان کو کسی مجاہدے کے ساتھ واسطہ ہی نہیں پڑا۔انسان چونکہ ایک مثلث گھیراؤ میں ہے ایک طرف اس کے اندر خیر کا مساوی اور فطری مادہ، دوسری طرف شر کا مساوی مادہ، تیسری طرف سے ارادے کی آزادی اور اس کے ساتھ مجاہدوں سے گذرنے کا امتحان جو قوت ارادی کے تعاون کے بغیر ناممکن ہے۔تو اس قسم کی صورت حال کے اندر اگر یہ خیر کا راستہ مجاہدوں کی تلخیوں کے ساتھ طے کرنے میں کامیاب ہوتا ہے تو یہی جنت کا مستحق اول ٹھہرے گا اور اسی طرح جنات کی جتنی بھی تعداد معرفت رب حاصل کر پائے گی تو انہیں بھی جنت میں داخل کیا جائے گا جو منصوبہ خداوندی کے عین مطابق ہے اور قرینِ عقل بھی لیکن انسان جیسی مخلوق رب العالمین کے پاس اشرف المخلوقات ٹھہری یہی خلافت ارضی سے

نوازی گئی جس کے متعلق کسی نے کہا ہے

فرشتوں سے بڑھ کر ہے انسان ہونا مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ

سوچ اور عمل دو طرح کے ہوتے ہیں:

کوئی کام انجام دینے کے لیے انسان کے پاس دو طرح کی قوتیں ہیں ایک فکری قوت ہے اور دوسری جسمانی قوت ہے۔فکری قوت کا محور دماغ ہے اور جسمانی قوت کا محور جسم ہے۔دماغ افکار کا ایک خزانہ ہوتا ہے اور افکار دماغ سے ہی جنم لیتے ہیں اور جسم سے اعمال سرزد ہوتے ہیں۔فکر کی مثال ایسی ہے جیسے ایک گاڑی کے ڈرائیور کی اور جسم کی مثال اس گاڑی کے کل پرزوں کی طرح ہے۔ دماغ ایک کنٹرولنگ اتھارٹی ہے اور جسم دماغ کے زیرِ کنٹرول ہے۔

انسانی دماغ کے لیے جو سب سے بڑا جواب طلب سوال ہے وہ یہ ہے کہ اس سے کسی طرح معلوم ہو جائے کہ اس کارگاہِ حیات کا مقصد کیا ہے اور اس کو کس لیے وجود بخشا گیا ہے۔اس کائنات کو اگر کوہ ہمالیہ سے تشبیہ دی جائے تو انسان اس کے مقابلے میں ایک ذرّے کی حیثیت بھی نہیں رکھتا ہے۔ پھر بھی یہ دیکھتا ہے کہ اُس کے لیے اس کائنات کو مسخر کیا گیا ہے۔ یہ پہاڑوں کو چیر سکتا ہے۔ دریاؤں کا رُخ موڑ سکتا ہے۔ ریل کو اپنی خواہش کے مطابق چلا سکتا ہے۔ ہوائی جہاز کو اپنے قابو میں لا کر اُڑا سکتا ہے۔ شیر اور ہاتھی جیسے جانوروں کو اپنی حکمت عملی کے ذریعے اپنے قابو میں رکھ سکتا ہے۔ اور اس قسم کی تمام باتوں کا مشاہدہ کرنے کے بعد خود بہ خود اس کے اندر ایک احساس برتری پیدا ہوتا ہے کہ یہ ساری چیزیں میرے ہی

لیے وضع کی گئیں ہیں اوراس بات پر دنیا کے تمام سمجھ دار متفق ہیں لیکن پھر جب اس سوال کی باری آتی ہے کہ بذات خود انسان کی پیدائش کا کیا مقصد ہے تو یہاں پر لوگوں کے نظریات میں اختلاف پیدا ہوتا ہے وہ پوری کائنات کو ایک منظّم دائرے میں کام کرتا ہوا پاتا ہے اور اسے یہ بھی تسلیم ہے کہ اس نظام پر اس کا کوئی ذاتی کنٹرول بھی نہیں ہے۔لیکن کنٹرول نہ ہونے کے باوجود یہ سارا نظام اس ڈھنگ سے چل رہا ہے جیسے اس سب نظام کو اسی کے لیے وضع کیا گیا ہے۔اور یہ سارا نظام اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ اس کے پیچھے ایک لا مثال عقل کام کررہی ہے۔کیوں کہ ایسا بندھا ٹِکا نظام کروڑوں اربوں سال بغیرِ کسی کامل عقل کے قائم و دائم نہیں رہ سکتا ہے۔پھر بھی بہت سارے انسان جاہلیت عارفانہ سے کام لے کر کہتے ہیں کہ یہ سارا نظام ایک فطری عمل ہے اور فطری سے ان کے نزدیک مراد یہ ہوتا ہے کہ یہ سارا نظام خود بہ خود چل رہا ہے اور کوئی قابو میں رکھنے والا ہاتھ اس ساری کاروائی کے پیچھے کارفرما نہیں ہے اس کے برعکس دنیا کے اندر ہی ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں ایسے بندے بھی جنم لیتے رہے جو اس کارگاہِ حیات کے متعلق لوگوں کو یہ فہمائش کرتے رہے کہ یہ سارا نظام بے مقصد وضع نہیں کیا گیا ہے بلکہ اس کو ایک خاص مقصد کے تحت وجود بخشا گیا ہے اور اس کارگاہِ حیات سے کچھ اور ہی مقصود ہے اور وہ ہے انسانی عقل وسوچ کا امتحان اور اس امتحان کے بعد اس کو اس عارضی حیات سے چھٹکارا دینے کے بعد ایک وسیع اور پائیدار دنیا میں پہنچا دینا جہاں راحت وآرام بھی ہے اور نافرمانیوں کی پاداش میں سختیاں اور عذاب بھی ہے ۔اس سلسلے میں انسان کو جو بڑی مشکل پیش آتی ہے وہ ہے اس کا زندگی بعدِ موت

کے ہونے پر اس کا مشکل میں پڑنا لہٰذا وہ یہ سوچنے لگتا ہے کہ أَإِذَا كُنَّا تُرَاباً ءَ إِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْد ہ۔ کہ جب ہم مرنے کے بعد مٹی ہو جائیں گے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم دوبارہ زندہ کئے جائیں گے تو ان کو دو طرح کا جواب دیا جاتا ہے ایک یہ کہ جب تم پہلی بار اس دنیا میں آئے تو جس طرح یہ ممکن ہوا اسی طرح دوبارہ پیدا کیا جانا بھی ممکن ہے اور اسی کے ساتھ یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ ءَ اَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقاً اَمِ السَّمَاءُ بَنٰهَا ۔ترجمہ:۔کیا تم کو پیدا کرنا مشکل ہے یا آسمان کو۔تو اس قسم کے عقلی دلائل کے باوجود دنیا کی رِیت یہ رہی ہے کہ اکثر لوگوں نے ان ٹھوس دلائل سے بھی کوئی سبق حاصل نہیں کیا اور وہ سابقہ جاہلانہ جواب پر ہی مُصِر رہے ۔اللہ فرماتا ہے کہ اس قسم کی نافرمان قوم کے لیے کائنات کا کوڑا خانہ یعنی جہنم ہے ۔اسی کے متعلق علامہ اقبالؒ نے فرمایا ہے کہ ؎

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

ظاہر ہے جو مقصدیت اور معنویت کو تسلیم کرتے ہیں تو ان کے اندر جواب دہی کا جذبہ خود بخود پیدا ہوتا ہے۔اور جو مقصدیت اور معنویت کو ٹھکرا کر خود غرضی اور جہالت سے کام لیتے ہیں وہ جواب دہی کے خوف سے بھی بے نیاز ہو جاتے ہیں پھر ان کے اور حیوانوں کے درمیان صرف شکل وصورت کا اختلاف ہی رہتا ہے۔اور نفس حیوانیت میں وہ ان کے ہو بہو بن جاتے ہیں۔ ؎

نہ ہر آدمی زادہ از دَدْ بہ است
کہ دَدْ ز آدمی زادہ بد بہ است

(ترجمہ) ہر انسان درندوں سے بہتر نہیں ہوتا ہے بلکہ درندے بُرے آدمی سے زیادہ بہتر ہوتے ہیں۔اس کی تصدیق قرآن بھی کرتا ہے۔اولٰئک کالانعام بل هم اضل۔سورہ اعراف (ترجمہ) ایسے لوگ چوپائے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بدتر۔

جب اللہ کے ان پیغمبروں نے اس قسم کے دلائل لوگوں کے سامنے پیش کیئے تو دنیا کے لوگ دو حصوں میں تقسیم ہو گئے۔کچھ لوگوں نے ان کی باتوں کو تسلیم کیا اور کچھ لوگوں نے انکار کیا اور انکار پر ہی بس نہیں کیا بلکہ ان کے خلاف شرارتیں کرنے لگے اور بہت سوں کو شہید بھی کیا۔یہ منکر وہی لوگ تھے جو دنیا کے اندر بغیر لگام کے اونٹ کی طرح زندگی گذارنا چاہتے تھے اور جن کو جواب دہی کا کوئی خوف نہیں تھا۔اوران کا نقطۂ نظر صرف یہ تھا

بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست مطلب یہ کہ عیش کرو کہ دوبارہ کوئی پوچھ تاچھ نہیں ہوگی۔جب اس دنیا کے اندران کی شرارتیں حد سے زیادہ بڑھ گئیں تو جیسے کسی ملک کا بادشاہ باغیوں کو آگاہ کرنے کے لیے اپنی فوج کے ذریعے فلیگ مارچ یعنی فوجی قوت کا مظاہر کرتے ہیں تا کہ وہ ہوش کے ناخن سنبھالیں اور بادشاہ یا حکومت کے قانون کے تابع رہ کر زندگی گذاریں ورنہ انہیں کُچل دیا جائے گا۔اسی طرح وقتاً فوقتاً آسمانی یا زمینی عذاب کا مظاہرہ بھی اللہ نے بندوں کے سامنے کیا اور خسف و مسخ کی جھلکیاں بھی اپنے بندوں کو مشاہدہ کرائیں،تا کہ وہ پھر راہ راست پر گامزن ہو جائیں۔

اہم مخلوقات خدا کی تفصیل

اللہ نے چار طرح کی بڑی اہم مخلوقات پیدا فرمائی ہیں:

۱ فرشتے　۲ شیاطین جن　۳ جن　۴ انسان

فرشتوں کی حقیقت:

فرشتہ ایک فارسی لفظ ہے۔ بنیادی طور پر یہ لفظ فرشتہ نہیں تھا بلکہ فرستہ تھا اور مصدر اس لفظ کا فارسی زبان میں ''فرستادن'' ہے یعنی بھیجنا۔ اور فرشتہ کا معنی بنتا ہے بھیجا ہوا، خدا کا قاصد، نورانی۔ جیسا کہ لغات کشوری میں اس کے یہی معنی بیان کئے گئے ہیں۔ اسی مخلوق کو عربی زبان میں ملائکہ یعنی فرشتے کہتے ہیں۔ عربی زبان میں اس لفظ کے ماخذِ اشتقاق میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ امام رازیؒ نے سورہ والنجم کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ملائکہ مَلِیکی کی جمع ہے۔ ملیک کے معنیٰ ہے شہنشاہ۔ اور یائے نسب مفید قرب و تخصیص ہے یعنی ملیکی کے معنی ہوئے شاہی مقرب۔ حالت جمع میں یائے نسبت تاء سے بدل گئی جیسے صیقلی کی جمع صیاقلہ آتی ہے علامہ راغب اصفہانی نے بعض محققین کا قول نقل کیا ہے کہ مَلائِکَہ عام ہے اور مَلَکُ خاص۔ مَلائکہ کا اطلاق تمام فرشتوں پر ہوتا ہے لیکن مَلَکُ صرف اس فرشتے کو کہیں گ جسے اللہ تعالیٰ نے کچھ سیاسی انتظامی اختیار عطا فرمائے ہوں۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی ایک نورانی معصوم اور سب سے زیادہ طاقت ور مخلوق ہیں۔ جن کا کام صرف اللہ تعالیٰ کی فرنبرداری اور تعمیل حکم کرنا ہے۔

ان میں نافرمانی اور سرکشی کا مادہ ودیعت نہیں کیا گیا۔قرآن کریم اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی مختلف قسمیں ہیں اور ہر قسم کے ذمے مخصوص فرائض ۔ چنانچہ کچھ حاملانِ عرشِ الٰہی ہیں بعض رکوع یا سجود یا قیام وقعود ہی میں مصروف ہیں ۔بعض منتظمانِ جنت اور بعض کارکنانِ دوزخ ہیں ۔کچھ کاتبان اعمال ہیں اور کچھ انسان کے محافظ ونگران ۔

الغرض خداوند جلیل کی عظیم الشان سلطنت کے غیبی کارکن ہیں اور اس کے بے حد فرمانبردار خادم،ان کے وجود کو تسلیم کرنا دراصل خداوند قدوس بیکراں کی غیبی قوتوں پر ایمان لانا ہے ۔اسی لیے ایمان بالملائکہ اسلام کے بنیادی عقائد میں شامل کیا گیا ہے ۔ نیز اکثر مشرک قوموں نے ان کو خدا کی خدائی میں شریک گردانا ہے اور ان کی خیالی صورتیں بنا کر ان کی پرستش کیا کرتے تھے ۔ ملائکہ کی اصل حقیقت قرآن کریم کی روشنی میں جاننے اور ماننے کے بعد شرک کا یہ غبار بھی توحید کے راستے سے صاف ہوجاتا ہے۔(دیکھو قاموس القرآن صفحہ ۵۲۸۔۵۲۹)

شیاطین جن

ان کا سردار ابلیس ہے۔ابلیس جہنم کی آگ سے پیدا گیا ہے بالکل ناری مخلوق ہے اور اس کے ساتھ بھی ایک بڑی جماعت ہے۔ابلیس سے پہلے جہنم کی آگ سے ایک شیر اور ایک بھیڑیا جہنم پیدا کیا گیا جن سے اللہ نے ابلیس کو پیدا کیا۔اس نے جہنم کے ہر طبقے میں کافی ریاضت کی پھر زمین پر پہنچا زمین پر بھی خوب عبادت کی

ترقی کرتے کرتے آسمانوں کی طرف چڑھا اور ہر آسمان پر عبادت کی جو لاکھوں برسوں پر محیط ہے آسمانوں پر اُس کا میل ملاپ فرشتوں سے ہوا اس کے علم پر فرشتے بھی حیران تھے اور وہ اس کی مجلس وعظ میں شرکت کرتے تھے لیکن کل شئی یرجع الیٰ اصلہ کی حقیقت کے تحت اس کی یہ ناری خصلت اس پر آخر کار غالب آ گئی اور اللہ کے حکم کو توڑ کر آدم کے سامنے سجدہ نہیں کیا۔

جن

ایک مخلوق جو انسانوں کی نگاہ سے پوشیدہ رہتی ہے، جَنّ کے معنیٰ ڈھانپنا اور پوشیدہ کرنا ہیں۔ لہٰذا اس مادہ سے جو لفظ آتے ہیں سب میں پوشیدگی کے معنیٰ پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ جنین اُس بچہ کو کہتے ہیں جو ماں کے پیٹ میں ہو اور قبر کو بھی کہتے ہیں۔ جَنَّۃ گھنے باغ کو کہتے ہیں جو زمین کو ڈھانپ لے۔ جُنُون اور جِنّہ اس بیماری کہتے ہیں جو عقل کو پوشیدہ کردے وغیرہا۔

جِنّ کا استعمال کبھی انس کے مقابلہ پر ہوتا ہے اس صورت میں اس کے مراد ہر روحانی مخلوق ہوتی ہے۔ خواہ وہ فرشتے ہوں یا شیطان ہوں یا جن۔ اسی بنا پر ابو صالح نے کہا کہ تمام فرشتے جن ہیں اور کبھی اس سے مراد وہ مخصوص روحانی مخلوق ہوتی ہے جو آگ سے پیدا کی گئی ہے اور عرفِ عام میں جن کہلاتی ہے۔

علماء نے روحانی مخلوق کی تین قسمیں کی ہیں:۔

(ا) وہ جو نیک ہی نیک ہیں اور وہ فرشتے ہیں۔

(۲) وہ جو بد ہی بد ہیں وہ شیطان ہیں۔

(۳) وہ جن میں نیک بھی ہیں اور بد بھی وہ جن ہیں چنانچہ سورہ جن کی تفصیل سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ (مفردات بہ تغیر) دیکھو قاموس القرآن صفحہ ۱۸۱، ۱۸۲)

یہاں پر ایک بات قابل ذکر ہے کہ فرشتوں کے مقابل جنوں کا مادہ ناری یا ہوائی ہے۔ اس لیے علو و تکبر ان کی طینت میں داخل ہے (دیکھو تفسیر حقانی جلد پنجم صفحہ ۹۹) ناری ہونے کی وجہ سے ان میں عُلو و تکبر ہے جنات کی جو قسم زمین پر پیدا کی گئی ان کا مادہ آگ اور ہوا ہے اور ان میں شر زیادہ اور خیر کم ہے۔ زمین کے یہ جن بھی ایمانِ بالغیب کے مکلّف ہیں اور یہ بھی ایک طاقت ور مخلوق ہے۔ جنات کے برعکس زمین پر پیدا کئے گئے انسان کا مادہ خاکی ہے۔

انسان

انسان آدمی کو کہتے ہیں اور اس کی جمع اَنَاسِیّ ہے انسان کا ماخذ اُنس ہے چونکہ انسانی زندگی بغیر انس و محبت گذرنی ممکن نہیں اور انسان مدنی الطبع واقع ہوا ہے اس لیے آدمی کو انسان کہا گیا (دیکھو قاموس القرآن صفحہ ۷۶) اسی لیے کسی شاعر نے کہا ہے کہ ؎

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھیں کرّ و بیاں

کرّ وبی اعلی درجہ کے فرشتے کو کہتے ہیں۔ اور اس قسم کے فرشتے ہمیشہ اللہ کی یاد میں

لگے رہتے ہیں۔اور یہ مخلوق انسان سے پہلے موجود تھی لیکن انسان کو درد دل دے کر پیدا کیا گیا اور درد دل رکھنے والے اللہ کے سب سے زیادہ محبوب بنتے ہیں۔

آدم

ابوالبشر آدمؑ کا نام نامی۔آپ سب سے پہلے انسان تھے جن سے دنیا آباد ہوئی اور جن کے سر پر خلافت الٰہی کا تاج رکھا گیا۔دنیا کے سب انسان آپ ہی کی اولاد ہیں۔اس لیے آدمی کہلاتے ہیں آپ کا زمانہ بعض اہل تاریخ کے اندازہ کے مطابق آج سے دس ہزار سال قبل ہے۔امام جلال الدین سیوطیؒ الاتقان میں لکھتے ہیں کہ لفظ آدم کے عربی اور عجمی ہونے میں اختلاف ہے۔جوالیقی نے لکھا ہے کہ انبیاء کرام کے نام بجز آدمؑ، صالح،شعیب اور محمد (علیہم الصلوٰۃ وسلام) کے سب عجمی ہیں۔عربی ہونے کی صورت میں بعض نے اسے اُدمۃ (گندم گونی) سے مشتق مانا ہے۔کیوں کہ آدم گندم گون تھے اور بعض نے ادیم الارض (سطح زمین) سے۔کیوں کہ اسی سے ان کا پتلا بنایا گیا جو لوگ اس سے عربی نہیں تسلیم کرتے،ان میں سے بعض اسے سریانی کا لفظ قرار دیتے ہیں۔اور بعض عبرانی زبان کا۔

ابن خثیمہ کہتے ہیں کہ آدمؑ کی عمر ۹۶۰ سال ہوئی۔اور امام نوویؒ نے تہذیب میں لکھا ہے کہ ان کی عمر ایک ہزار سال ہوئی (الاتقان فی علوم القرآن صفحہ ۱۳۸ بحوالہ قاموس القرآن صفحہ ۲)

قضاوقدر کسے کہتے ہیں؟

قضا خدا کے اُس حکم کو کہتے ہیں جو مخلوقات کے حق میں دفعتہً واقع ہو جائے۔ یہ اللہ کا ایک ایسا فرمان ہوتا ہے جس کے لیے اللہ کو کسی سبب کی ضرورت نہیں اور سبب اس چیز کو کہتے ہیں جو دوسری چیز کے حاصل ہونے کا ذریعہ بنے مطلب یہ کہ اللہ کا ایسا فعل جس کے وجود میں آنے کے لیے اللہ کو کسی سہارے، چیز یا وسیلے کی حاجت نہیں بلکہ اُس کے وجود میں لانے کے لیے صرف اس کا حکم کافی ہے **اذا ارادلله شیئاً قال له کن فیکون** ۔مطلب یہ کہ اللہ جب کسی چیز کے وجود میں لانے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ صرف اتنا ہی کہتا ہے کہ فلاں چیز ہو جائے تو وہ چیز فوراً وجود میں آتی ہے۔اسی طرح قدر کا مطلب ہے کسی چیز کا پیشگی اندازہ کرنا اور اندازہ بھی وہ جو انتہائی درجہ کا صحیح اور درست ہو۔مخلوق کا کسی چیز کے متعلق اندازہ کبھی غلط بھی ثابت ہوسکتا ہے لیکن اللہ جو علیم وخبیر ہے اُس کا اندازہ مخلوق کے متعلق کبھی غلط ثابت نہیں ہوسکتا ہے لہٰذا قضا وقدر کا مطلب ہے **(Divine decree)** خدا کا حاکمانہ فیصلہ جو اس کے علم کے مطابق عدل وانصاف پر مبنی ہوتا ہے، جس میں کسی ردوبدل کی ضرورت نہیں ہوتی ہے اور نہ گنجائش۔یہاں پر یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ پھر دعا کرنے کا حکم کیوں فرمایا جواب اس کا یہ ہے کہ یہ بھی اس کے پیشگی اندازے میں لکھا ہوتا ہے کہ ایسی صورت حال میں اگر بندہ دعا وگریہ کرے گا تو یہ قضا ٹل سکتی ہے اس لیے **لا یرد القضا الا بالدّعا** یعنی قضا کو نہیں ٹالتی ہے بجز دُعا کے کوئی بھی چیز اور اس چیز کی قضا کو ٹالنے کی قدرت اللہ سے کسی سے نہیں

چھین لی ہے حافظ شیرازی کا شعر ہے۔

در کوئے نیک نامی مارا گذر ندادند　　　گر تو نمی پسندی تغییر کُن قضا را

(ترجمہ) نیک نامی کے کوچہ میں انہوں نے ہمیں گذرنے کا موقع نہ دیا۔ اگر تو پسند نہیں کرتا ہے تقدیر کو بدل دے۔

دنیا کے اندر جو خیر وشر ہے اس سب کا خالق یعنی پیدا کرنے والا اللہ ہے۔ خیر کے متعلق تو کسی ذہن میں اشکال پیدا ہونے کا احتمال نہیں البتہ شر کے متعلق کم علمی کی وجہ سے اشکال پیدا ہونے کا احتمال ہے تو اس کا جواب مولانا رومیؒ نے اپنی مشہورِ عالم کتاب مثنوی میں دیا ہے۔

زشتیِ خط زشتیِ نقاش نیست
بلکہ از وے زِشت را بنمودنیست
قوتِ نقاش باشد آنکہ اُو
ہم تواند زشت کردن ہم نِکُو

(ترجمہ وتشریح) خط کا بھدّا پن نقاش کی بُرائی نہیں ہے، بلکہ اس کی جانب سے بھدّے پن کی نمائش ہے یہ تو نقاش کی مہارت ہوگی کہ وہ بھیانک بھی بنا سکتا ہے اور اچھا بھی۔ اس کی شرح میں مولانا قاضی سجاد حسین صاحب لکھتے ہیں کہ کفر بُری چیز ہے اس پر رضامندی کفر ہے لیکن قضاء کفر اور خلقِ کفر اللہ کے اعتبار سے صفت کمال ہے۔ اس پر راضی ہونا کفر نہیں ہے بلکہ عین ایمان ہے جیسا کہ ایک خوش نویس ایک بھدّی تحریر پر بھی قادر ہو یا ایک مصوّر بھیانک تصویر کے بنانے پر بھی

قادر ہو تو وہ بھدّی تحریر اور بھیانک تصویر بُری چیز ہے، لیکن اُسکا لکھنا اور بنانا خوش نویس اور مصّور کا کمال ہے۔

اللہ کے لامثال کاتِب اور مصّوِر ہونے کی فہمائش مولانا رومیؒ اس طرح فرماتے ہیں کہ ؎

جیمِ گوش و عینِ چشم و میمِ فم　　　چوں بُوَد بے کاتبے اے متہم

(ترجمہ) کان کا جیم، آنکھ کی عین منہ کا میم، اے تہمت زدہ! کاتب کے بغیر کیسے ہوگا۔

شرح میں قاضی صاحب لکھتے ہیں کان کے دائرے کو جیم سے اور آنکھ کے دائرے کو عین سے اور منہ کی گولائی کو میم کے سر سے تعبیر کیا ہے۔

ایسی باریک باتوں کو سمجھنے کے لیے مولانا رومیؒ ایک نصیحت کرتے ہیں کہ ؎

وایِ آں مُرغے کہ نارُوئیدہ پَر
بر پرد اَوج و اُفتد در خطَر
عَقل باشد مرد را بال و پَرے
چوں ندارد عقل، عقل رہبَرے
یا مُظفّر یا مظفّر جوی باش
یا نظر ور، یا نظر ور جوی باش

ترجمہ شعر نمبر (۱) اُس پرند پر افسوس ہے جو بغیر پر نکلے بلندی پر پرواز کرے اور خطرے میں پڑ جائے۔

ترجمہ نمبر (۲) آدمی کے لیے عقل، بال و پر ہوتی ہے۔ اگر عقل نہ رکھے، تو رہبر کی

عقل (تلاش کرنی چاہیے)

ترجمہ نمبر (۳) یا کامیاب، یا کامیاب کا جویا بن۔ یا صاحب نظر، یا صاحب نظر کا جستجو کرنے والا بن۔

قاضی صاحب تشریح میں لکھتے ہیں خطرناک راستہ تجربہ کار کی تدبیر سے طے کیا جا سکتا ہے۔ جس پرند کے پَر نہ ہوں اگر وہ بلند پروازی اختیار کرے گا خطرے میں پڑ جائیگا۔ انسان کے بال و پر انسان کی عقل ہے اگر اس کی عقل کامل نہ ہو تو کسی رہبر کی عقل کو رہنما بنا لے۔ یا انسان خود مکمل ہو ورنہ کسی مکمل کی تلاش کرے۔ خود صاحب نظر ہو ورنہ کسی صاحب نظر کو تلاش کرے۔

اگر ایک ماہر انجینر جو تعمیرات یا مشینوں کا کام جاننے والا ہو ایک قید خانہ یا پھانسی کا پھندا بنائے تو اس سے اسکی ذات معیوب تصور نہیں کی جائے گی۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی ذات کے اعتبار سے ایک درد دل رکھنے والا شخص، انسان دوست اور ہمدرد و غمگسار ہو اور ایک سنگین قسم کا قید خانہ تعمیر کرنا یا پھانسی کا پھندا تشکیل دینا اُسکی کمال کاریگری کے اظہار کے لیے ہو۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ انجینر خوامخواہ لوگوں کو پھانسی کے پھندے میں لٹکتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہے بلکہ اگر اس کے پاس اس قسم کی کاریگری نہیں ہو گی تو یہ اس کا ایک نُقص تصور کیا جائے گا۔

تصوف کیا ہے؟

مولانا رومیؒ کا شعر ہے ؎

مَاالتَّصَوُّفُ قَالَ وِجُدَانُ الْفَرَحُ
فِی الُفوادِ عِنُدَا اِتُیانِ التَّرَح

ترجمہ:۔تصوف کیا ہے، کہا خوشی محسوس کرنا، دل میں رنج آنے کے وقت۔

اس شعر کی تشریح میں قاضی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ تصوف کی حقیقت یہی ہے کہ انسان اس بات کا عادی ہو جائے ''ہر چہ از دوست می رسد نیکوست'' یعنی جو بھی خوشی یا غم کا معاملہ اللہ کی طرف سے پیش آئے وہ سراسر خیر ہے۔کیوں کہ ہمارے خیر و شر کی حقیقت ہم سے زیادہ بہتر ہمارا خدا ہی جانتا ہے۔

درجات خیر و شر کی تفصیل

(۱) فرشتے نور سے پیدا کئے گئے۔اُن میں اللہ نے خیر ہی خیر رکھی ہے۔

(۲) جنات کی وہ قسم جن میں شر ہی شر ہے اس میں ابلیس اور اس کے تابع شیاطین شامل ہیں۔یہ خالصتاً آگ سے پیدا کئے گئے ہیں۔

(۳) جنات کی وہ قسم جن میں خیر زیادہ ہے اور شر کم ہے۔ان کو بھی ارادے کی آزادی حاصل ہے اور وہ بھی عبادت و معرفت کے مکلّف ہیں۔اور اسی طرح ایمان و اعمال کے بھی مکلّف ہیں جیسے حضور ﷺ کے زمانے میں جنوں نے وادی نخلہ میں قرآن سن کر ایمان لایا تھا۔اور وہ فوراً ہی دین کے داعی بن کر اپنی قوم کو دعوت دینے

لگے۔ دیکھو سورہ احقاف میں ان کا قصہ۔اس قسم کے جن جہنم سے خلاصی پانے کے مستحق ہو سکتے ہیں۔ کیوں کہ انہوں نے اپنے ارادے کا صحیح استعمال کیا۔

(۴) جنات کی وہ قسم جن میں شر زیادہ ہے اور خیر کم۔اس قسم کے جنات نے آدم سے پہلے اس زمین پر بہت بڑا افساد قائم کیا تھا۔اُن کی سرکوبی کے لیے آسمان سے فرشتے بھیجے گئے جنہوں نے ان کو آبادیوں سے بھگا کر ویرانوں کی طرف دھکیل دیا۔ایسے جنات عذاب الٰہی کے مستحق ہیں۔ان کا مادہ تفسیر حقانی کے مطابق ناری یا ہوائی ہے اس لیے عُلو و تکبر ان کی طینت میں داخل ہے۔(دیکھو تفسیر حقانی جلد پنجم صفحہ ۹۹)

(۵) انسان جس میں خیر و شر کا مادہ مساوی طور پایا جاتا ہے لیکن اپنے ارادے کو صحیح انداز سے استعمال کرنے کی وجہ سے یہ مومن، غوث، قطب، ابدال اور ولی بن سکتا ہے۔اس کا مادہ خاکی ہونے کی وجہ سے اس میں عجز و انکسار فوراً پیدا ہوتا ہے۔جس کی اللہ کے پاس بڑی قدر ہے۔علامہ اقبالؒ کا شعر ہے۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

اللہ کو بندوں کی عبدیت سے بڑا اُنس ہے۔انسان کا ماخذ بھی اُنس ہے۔اور اُنس محبت اور پیار کو کہتے ہیں اور انسانی معاشرہ پیار و محبت کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا ہے اس لیے بھی اس کا نام انسان ہے۔درد دل اس کی صفت ہے۔اللہ کی خصوصی دین اور درد دل کی وجہ سے اس نے فرشتوں پر سبقت لے لی۔ہاں جو لوگ اپنے ارادے کا غلط استعمال کرتے ہیں اور حرص و ہوا کا شکار ہوتے ہیں وہ جہنم کا ایندھن بننے کے مستحق بن جاتے ہیں۔بقول

اقبالؒ بندگی نہ صرف درد دل ہے بلکہ درد جگر ہے ؎

ولیکن بندگی استغفر اللہ

یہ درد سر نہیں درد جگر ہے (اقبال)

مقصد تخلیق کائنات قرآن کی روشنی میں

نمونے کے طور پر ہم نے قرآن مجید سے 81 مقامات سے اس عنوان کے تحت آیتیں پیش کی ہیں جو ہر عقل مند آدمی کے لیے چشم کشا ہیں اگر مزید غور وفکر کر کے تلاش کیا جائے تو دیگر کئی آیتوں کو بھی پیش کیا جاسکتا ہے۔ان تمام آیتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان جس منظّم کائنات کو اپنے اردگرد پاتا ہے وہ سب ایک انسان کے لیے معاونِ حیات کائنات ہے۔ انسانی وجود کو خارج کر کے ان سب اشیاء کی اور کوئی مناسب معنویت معلوم نہیں ہوتی ہے۔ لٰہذا قابلِ غور بات یہی ہے کہ وہ انسان جس کے لیے اس قدر وسیع کائنات سجائی گئی ہے اس کی پیدائش کا مقصد خالق کے نزدیک کتنا عظیم سے عظیم تر ہوسکتا ہے۔اسی حقیقت کو سمجھنے کے لیے درجِ ذیل آیات اور اُن کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ ایک انسان جنّتی معاشرے کا ایک فرد بننے میں کامیاب ہوجائے۔ جو معاشرہ خالقِ کائنات اپنے فضل وکرم سے بسانا چاہتا ہے اور اسی طرح اُس کے جلالی صفات کا اظہار بھی ہوجائے جس کے تحت وہ اسلامی نظامِ حیات کی مخالفت کرنے والوں کو اُن کی بے جا اور خودغرضانہ حرکات کی رَوِش پر گرفت کرے یہ لوگ اپنی بے ایمانی اور بداعمالی کی وجہ سے اِس عارضی دُنیا کو ایک لوٹ مار کی جگہ بنانا چاہتے ہیں اور غلط نظریات کے تحت بندگانِ خدا کو گمراہ کرتے ہیں اور اپنے حقیقی مالک کو ناراض کرتے ہیں اِسی حقیقت کو سمجھنے کے لیے مولانا رومیؒ اپنی مشہورِ عالم کتاب مثنوی شریف میں اللہ کی طرف سے حکایتاً بیان فرماتے ہیں ؎

بہرِ اظہار است این خلقِ جہاں   تا نہ ماند گنجِ حکمتہا نہاں

ترجمہ:۔مولانا اللہ کی طرف سے خبردار کرتے ہیں کہ اے لوگو میں نے اسی لیے اِس دنیا کو پیدا کیا تا کہ میرے جمالی اور جلالی صفات کا اظہار ہو جائے اور حکمت کے خزانے پوشیدہ نہ رہیں۔خدائے پاک ہمیں یہ حقیقت سمجھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ زیرِ نظر آیاتِ بیّنات قلمبند کرنے کا مقصد یہی ہے کہ یہ کائنات معاونِ حیات عالَم ہونے کے ساتھ ساتھ انسان کے لیے ایک آزمائش گاہ ہے کہ کون انسان ایک آزاد ماحول میں اِس عارضی کارگاہِ حیات میں اللہ کی نشانیوں پر غور و فکر کر کے اس کے حقیقی خالق و مالک کو پہچاننے کی کوشش کرتا ہے۔اور ضبط نفس کے ساتھ اپنے آپ کو ایک آزاد ماحول میں خدا کے اِحکام کا پابند بناتا ہے اور اِس طرح اُس کی رضا مندی حاصل کرتا ہے اور ایسا کر کے اپنے آپ کو جنت کا ایک کامیاب اُمیدوار بنانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔اور کون نافرمانی کر کے اپنے آپ کو جہنم کا حق دار بناتا ہے۔ دراصل یہی ایمان بالغیب ایک انسان سے اس دُنیا میں مقصود ہے جس کے لیے اللہ نے اِس پوری کائنات کو اپنی عظیم الشان نشانیوں سے سجایا ہے تا کہ ایک انسان اپنے رَب کو پہچاننے کے سلسلے میں کوئی حیلہ یا بہانہ پیش نہ کر سکے۔اسی لیے مولانا رومیؒ دوسری جگہ اللہ کی طرف سے حکایتاً یہ فرماتے ہیں کہ

یومنون بالغیب مے بایدمرا   تا بہ بستم روزنِ فانی سَرا

ترجمہ:۔اس دنیا میں مجھے یعنی اللہ کو بندوں کا ایمان بالغیب مطلوب ہے جس کے لیے دنیائے فانی کی تمام کھڑکیوں کو بظاہر بند رکھا گیا ہے۔(تا کہ مطلوب چیز کا امتحان ہو سکے) کہ کون اللہ کو دیکھے بغیر اُس سے اُسی طرح ڈرتا ہے جیسے اُس کے سامنے اُس کو ڈرے۔

آیات کا ترجمہ

(حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب کے آسان ترجمہ قرآن سے لیا گیا ہے)

(1) یاأَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُواْ رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِن قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُونَ (21) الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الأَرْضَ فِرَاشاً وَالسَّمَاء بِنَاء وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقاً لَّکُمْ فَلاَ تَجْعَلُواْ لِلّهِ أَندَاداً وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ سورہ بقرہ (22)

(ترجمہ) اے لوگو! اپنے اس پروردگار کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور ان لوگوں کو پیدا کیا جو تم سے پہلے گزرے ہیں، تاکہ تم متقی بن جاؤ (وہ پروردگار) جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا، اور آسمان کو چھت اور آسمان سے پانی برسایا، پھر اس کے ذریعے تمہارے رزق کے طور پر پھل نکالے، لہٰذا اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ، جب کہ تم (یہ سب باتیں) جانتے ہو۔

(تشریح) ان آیات میں سب سے پہلے اس نعمت کا ذکر ہے جو انسان کی ذات سے تعلق رکھتی ہے۔اس کے بعد ان نعمتوں کا تذکرہ ہے جو انسان کے گردو پیش سے تعلق رکھتی ہیں۔۔پہلی آیت میں یہ بتایا کہ اللہ ہی وہ ہے جو نابود سے بود کرتا ہے اور ماں کی پیٹ کے اندر ایک ایسے خوبصورت انسان کو وجود بخشتا ہے کہ فرشتے بھی ایک پاک وصاف انسان کی پاکی پر رشک کرتے ہیں۔دوسری آیت میں دیگر چار نعمتوں کا تذکرہ فرمایا جن کا خلاصہ یہ ہے کہ زمین کو فرش بنایا، آسمان کو ایک خوبصورت چھت کی طرح ہمارے اوپر قائم فرمایا، آسمان کی طرف سے پانی برسایا اور پھر پانی کے ذریعے سے پھلوں کو پیدا فرمایا ان چار کاموں میں انسان کا کوئی

دخل درآمد نہیں ہے۔کوئی جاہل آدمی بھی یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ یہ کام اللہ کے بغیر کوئی اور بھی کرسکتا ہے۔یہ سب اموراس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ اللہ نے یہ سارا نظام ایک تو اس لیے قائم فرمایا ہے کہ وہ بنی نوع انسان کو زندہ رہنے کے لیے اور زندگی گذارنے کے لیے ضروری اسباب فراہم فرمائے اور پھر اللہ کی یہ لا مثال کاریگری دیکھ کر اسکی عظمت کا اعتراف کرنے کے ساتھ ساتھ اسکی زیادہ سے زیادہ معرفت حاصل کرے کیوں کہ **لیعبدون** کا مطلب ہی لیعرفون بیان فرمایا گیا ہے۔

(2)هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُم مَّا فِیْ الأَرْضِ جَمِیْعاً ثُمَّ اسْتَوَی إِلَی السَّمَاء فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَهُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ سورہ بقرہ(29)

(ترجمہ) وہی ہے جس نے زمین میں جو کچھ ہے تمہارے لئے پیدا کیا پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا، چنانچہ ان کو سات آسمانوں کی شکل میں ٹھیک ٹھیک بنا دیا، اور وہ ہر چیز کا پورا علم رکھنے والا ہے۔

(تشریح) اس آیت میں ایک اہم مضمون بیان فرمایا گیا ہے، کہ زمین پر جتنی چیزیں پید کی گئی ہیں یہ سب بالواسطہ یا بلا واسطہ حضرت انسان کے فائدے کے لیے ہی پیدا کی گئی ہیں۔اگر انسان کو اس زمین پر آباد نہ کیا جاتا، تو یہ سب چیزیں عملاً بیکار تھیں۔ان سب چیزوں کا عین انسانی ضرورتوں کے مطابق ہونا اس بات کی طرف ایک واضح اشارہ ہے کہ انسان اس پر غور وفکر کرے کہ اس کو کسی عظیم تر مقصد کے تحت پیدا کیا گیا ہے اور اس عظیم تر مقصد کی نشاندہی بھی وہی ہستی کرسکتی ہے ،جس نے زمین وآسمان کے اس نظام کو قائم فرمایا چنانچہ تاریخِ عالم گواہ ہے کہ تاریخ کے مختلف ادوار میں دنیا کے مختلف حصوں میں انسانوں میں سے ہی اُس عظیم ہستی

نے ایسے برگزیدہ بندے پیدا فرمائے، جنھوں نے نہایت ہی دردمندانہ انداز سے انسانوں کو سمجھایا کہ ان کی زندگی کا مقصد کیا ہے۔زمین کے اوپر کے نظام کی طرف اشارہ فرما کر گویا یہ بتایا جارہا ہے کہ تمہاری ساری ضرورتیں صرف زمین سے ہی پوری نہیں ہوسکتی تھیں، بلکہ اس کے لیے ضروری تھا کہ آسمان اور دیگر ستارے اور سیاروں کو بھی وجود بخشا جاتا سو ہم نے یہ بھی کیا اور اس طرح زمین و آسمان کی یہ سب چیزیں مل کر انسان کی عملی بود و باش کو ممکن بنادیتی ہیں۔ یہ سارا منظّم نظام یونہی از خود نہیں چل رہا ہے، بلکہ ایک عظیم و بصیر خدا کی نگرانی میں محض اس کے حکم کے تحت چل رہا ہے، جس سے ہر آن ڈر اور عبرت پکڑنے کی ضرورت ہے۔

(3)إِنَّ اللّهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَى يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ذَلِكُمُ اللّهُ فَأَنَّى تُؤْفَكُونَ (95)فَالِقُ الإِصْبَاحِ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَناً وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَاناً ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ (96)وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ لِتَهْتَدُواْ بِهَا فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ قَدْ فَصَّلْنَا الآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ (97)وَهُوَ الَّذِيَ أَنشَأَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَمُسْتَوْدَعٌ قَدْ فَصَّلْنَا الآيَاتِ لِقَوْمٍ يَفْقَهُونَ (98)وَهُوَ الَّذِيَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِراً نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبّاً مُّتَرَاكِباً وَمِنَ النَّخْلِ مِن طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَجَنَّاتٍ مِّنْ أَعْنَابٍ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهاً

وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ انظُرُواْ إِلِى ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَيَنْعِهِ إِنَّ فِي ذَلِكُمْ لآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ سورہ انعام (99)

(ترجمہ) بیشک اللہ ہی دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والا ہے۔ وہ جاندار چیزوں کو بے جان چیزوں سے نکال لاتا ہے، اور وہی بے جان چیزوں کو جاندار چیزوں سے نکالنے والا ہے۔ لوگو! وہ ہے اللہ! پھر کوئی تمہیں بہکا کر کس اوندھی طرف لئے جا رہا ہے۔ وہی ہے جس کے حکم سے صبح کو پو پھٹتی ہے، اور اسی نے رات کو سکون کا وقت بنایا ہے، اور سورج اور چاند کو ایک حساب کا پابند! یہ سب کچھ اُس ذات کی منصوبہ بندی ہے جس کا اقتدار بھی کامل ہے، علم بھی کامل اور اسی نے تمہارے لئے ستارے بنائے ہیں تاکہ تم ان کے ذریعے خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں راستے معلوم کر سکو۔ ہم نے ساری نشانیاں ایک ایک کر کے کھول دی ہیں، (مگر) ان لوگوں کے لئے جو علم سے کام لیں۔ وہی ہے جس نے تم سب کو ایک جان سے پیدا کیا، پھر ہر شخص کا ایک مستقر ہے، اور ایک امانت رکھنے کی جگہ۔ ہم نے ساری نشانیاں ایک ایک کر کے کھول دی ہیں، (مگر) ان لوگوں کے لئے جو سمجھ سے کام لیں۔ اور اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے آسمان سے پانی برسایا۔ پھر ہم نے اس کے ذریعے ہر قسم کی کونپلیں اُگائیں۔ اِن (کونپلوں) سے ہم نے سبزیاں پیدا کیں جن سے ہم تہہ بر تہہ دانے نکالتے ہیں، اور کھجور کے گابھوں سے پھلوں کے وہ گچھے نکلتے ہیں جو (پھل کے بوجھ سے) جھکے جاتے ہیں اور ہم نے انگوروں کے باغ اُگائے، اور زیتون اور انار! جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور ایک دوسرے سے مختلف بھی۔ جب یہ درخت پھل دیتے ہیں تو ان کے پھلوں اور

ان کے پکنے کی کیفیت کو غور سے دیکھو۔لوگو! ان سب چیزوں میں بڑی نشانیاں ہیں،(مگر)ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائیں۔

(تشریح) یہ صرف اللہ کی ذات ہے۔جو اپنی قدرت سے وہ سارا کام انجام دیتا ہے،جس سے ایک طرف ایک ایسا ہی درخت وجود میں آتا ہے اور دوسری طرف ایسے ہی پھل ان درختوں سے پیدا ہوتے ہیں ،جو شکل وصورت میں یکساں ہوتے ہیں ۔ایک مشین بنانے کے لیے بے شمار پرزوں کی ضرورت ہوتی ہے، جو مختلف کارخانوں میں تیار ہوتے ہیں، پھر ہم یہ بھی مشاہدہ کرتے ہیں، کہ کوئی مشین اپنی ہی جیسی کسی دوسری مشین کو جنم نہیں دیتی ہے۔۔ یہ صرف وہی ذات عالی ہے ،جو انسان میں سے انسان کو جنم دیتی ہے ،جانوروں سے جانوروں کو جنم دیتی ہے۔انڈے میں سے چوزے کو جنم دیتی ہے اور مرغی سے انڈے کو نکال دیتی ہے۔مرغی جاندار اور انڈے بے جان، پھر اسی بے حس وحرکت انڈے کو چوزے کی شکل میں ظاہر فرماتا ہے ۔چاند سورج سے روشی کے علاوہ انسانوں کو ایک پائیدار کلینڈر عطا فرمایا۔کھلے سمندروں اور وسیع ریگستانوں میں تاروں کے بندھے ٹکے نظام کے ذریعے انسان اپنے منزِل مقصود تک پہنچنے میں کامیاب ہوتا ہے۔سوکھی اور بے جان مٹی پر بادلوں کے ذریعے بارش برسا کر سرسبزی عطا کرتا ہے ۔لیکن ان بادلوں کو ایک جگہ سے اُٹھا کر اور پھر دور دراز مقامات تک پہنچا کر بارش برسانے میں انسانی فکر وعمل کا کوئی دخل نہیں اور پھر ایک ہی مٹی سے مختلف قسم کے میوے پیدا فرما کر اپنی بے شمار نعمتوں سے نوازتا ہے۔ بظاہر اگر کہیں کہیں ایک سبب کے پیچھے دوسرا سبب دکھائی دیتا ہے ،لیکن یہ تمام اسباب آخر پر ایک ہی مسبب الاسباب پر ختم ہو جاتے ہیں جو چاہے ان اسباب کے ذریعے چیزوں کو

ظاہر فرمائے یا محض اپنے امر کن سے عدم سے بغیر کسی سبب کے ہر شے کو وجود بخشے کیوں کہ وہی تمام طاقتوں کا تنہا مالک ہے۔

(4) وَهُوَ الَّذِىٓ أَنشَأَ جَنَّاتٍ مَّعْرُوشَاتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفاً أُكُلُهُ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهاً وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُواْ مِن ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُواْ حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ وَلاَ تُسْرِفُواْ إِنَّهُ لاَ يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ (141) وَمِنَ الأَنْعَامِ حَمُولَةً وَفَرْشاً كُلُواْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّهُ وَلاَ تَتَّبِعُواْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ سورہ انعام (142)

(ترجمعہ) ترجمہ:۔اللہ وہ جس نے باغات پیدا کئے جن میں سے کچھ (بیل دار ہیں جو) سہاروں سے اوپر چڑھائے جاتے ہیں، اور کچھ سہاروں کے بغیر بلند ہوتے ہیں، اور نخلستان اور کھیتیاں، جن کے ذائقے الگ الگ ہیں، اور زیتون اور انار، جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں، اور ایک دوسرے سے مختلف بھی۔ جب یہ درخت پھل دیں تو ان کے پھلوں کو کھانے میں استعمال کرو، اور جب ان کی کٹائی کا دن آئے تو اللہ کا حق ادا کرو، اور فضول خرچی نہ کرو۔ یاد رکھو وہ فضول خرچ لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور چوپایوں میں سے اللہ نے وہ جانور بھی پیدا کئے ہیں جو بوجھ اُٹھاتے ہیں، اور وہ بھی جو زمین سے لگے ہوئے ہوتے ہیں اللہ نے جو رزق تمہیں دیا ہے اس میں سے کھاؤ، اور شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو۔ یقین جانو، وہ تمہارے لیے ایک کُھلا دشمن ہے۔

(تشریح) اللہ کی اس زمین پر مختلف قسم کے پھل پیدا ہوتے ہیں جو عین انسانی

ضرورتوں کے مطابق ہیں اور انسان ہی حقیقی طور سے ان نعمتوں سے مستفید ہوسکتا ہے۔اگر چہ حیوانات بھی بہت سارے چیزوں کو کھا سکتے ہیں اور ہضم کر سکتے ہیں،لیکن یہ تمام نعمتیں بشمول حیوانات کے اپنے انجام کے اعتبار سے انسان ہی کے لیے وضع کی گئی ہیں۔حیوانات پل کر یا تو انسان کی بار برداری کے لیے کام آتے ہیں یا اُسکی سواری کے کام آتے ہیں۔گویا زمین سے اُگنے والی تمام نعمتوں کا انسان یا تو براہ راست فائدہ اُٹھاتا ہے یا بالواسطہ۔اب اللہ کی یہ بھی ہدایت ہے کہ ان نعمتوں کو شکر گذاری کے ساتھ (فضول خرچی سے بچتے ہوئے) استعمال کرو۔ اس کے علاوہ اُن نادار اور مفلس بندوں کو بھی اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ ان نعمتوں میں شریک بناؤ جن کو کسی خاص مصلحت سے اللہ نے ان نعمتوں سے نہیں نوازا ہے۔

(5)هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَاء وَالْقَمَرَ نُوراً وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُواْ عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ مَا خَلَقَ اللّهُ ذَلِکَ إِلاَّ بِالْحَقِّ یُفَصِّلُ الآیَاتِ لِقَوْمٍ یَعْلَمُونَ (5)(سورہ یونس)

(ترجمہ) اور اللہ وہی ہے جس نے سورج کو سراپا روشنی بنایا،اور چاند کو سراپا نور،اور اس کے(سفر) کے لیے منزلیں مقرر کر دیں،تا کہ تم برسوں کی گنتی اور(مہینوں) کا حساب معلوم کرسکو۔اللہ نے یہ سب کچھ بغیر کسی صحیح مقصد کے پیدا نہیں کر دیا۔وہ یہ نشانیاں ان لوگوں کے لیے کھول کھول کر بیان کرتا ہے جو سمجھ رکھتے ہیں۔

(6)هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ اللَّیْلَ لِتَسْکُنُواْ فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِراً إِنَّ فِیْ ذَلِکَ لآیَاتٍ لِّقَوْمٍ یَسْمَعُونَ(67) (سورہ یونس)

(ترجمہ) اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی، تا کہ تم اس میں سکون حاصل کرو، اور دن کو ایسا بنایا جو تمہیں دیکھنے کی صلاحیت دے اس میں یقیناً ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو غور سے سنتے ہوں۔

(7)وَهُوَ الَّذِي خَلَق السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاء لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً وَلَئِن قُلْتَ إِنَّكُم مَّبْعُوثُونَ مِن بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُواْ إِنْ هَذَا إِلاَّ سِحْرٌ مُّبِينٌ (7)(سورہ ہود)

(ترجمہ) اور وہی ہے جس نے تمام آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا۔ جب کہ اس کا عرش پانی پر تھا۔ تا کہ تمہیں آزمائے کہ عمل کے اعتبار سے تم میں کون زیادہ اچھا ہے۔ اور اگر تم (لوگوں سے) یہ کہو کہ تمہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا تو جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے، وہ یہ کہیں گے کہ یہ کھلے جادو کے سوا کچھ نہیں ہے۔

(8)اللّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لأَجَلٍ مُّسَمًّى يُدَبِّرُ الأَمْرَ يُفَصِّلُ الآيَاتِ لَعَلَّكُم بِلِقَاء رَبِّكُمْ تُوقِنُونَ (2)وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الأَرْضَ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْهَاراً وَمِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ (3) وَفِي الأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجَاوِرَاتٌ وَجَنَّاتٌ مِّنْ أَعْنَابٍ وَزَرْعٌ وَنَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَغَيْرُ صِنْوَانٍ يُسْقَى بِمَاء وَاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ

فِيْ الأُكُلِ إِنَّ فِيْ ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (4)(سورہ رعد)

(ترجمہ) اللہ وہ ہے جس نے ایسے ستونوں کے بغیر آسمانوں کو بلند کیا جو تمہیں نظر آسکیں، پھر اس نے عرش پر استواء فرمایا، اور سورج اور چاند کو کام پر لگا دیا۔ ہر چیز ایک معین معیاد تک کے لیے رواں دواں ہے۔ وہی تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے، وہی ان نشانیوں کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ تم اس بات کا یقین کرلو کہ (ایک دن) تمہیں اپنے پروردگار سے جا ملنا ہے۔ اور وہی ذات ہے جس نے یہ زمین پھیلائی، اس میں پہاڑ اور دریا بنائے اور اس میں ہر قسم کے پھلوں کے دو دو جوڑے پیدا کئے۔ وہ دن کو رات کی چادر اُڑھا دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان ساری باتوں میں اُن لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو غور وفکر کریں۔ اور زمین میں مختلف قطعے ہیں جو پاس پاس واقع ہوئے ہیں اور انگور کے باغ اور کھجور کے درخت ہیں جن میں سے کچھ دُہرے تنے والے ہیں، اور کچھ اکہرے تنے والے۔ سب ایک ہی پانی سے سیراب ہوتے ہیں، اور ہم ان میں سے کسی کو ذائقے میں دوسرے پر فوقیت دے دیتے ہیں۔ یقیناً ان سب باتوں میں اُن لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیں۔

(9) اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقاً لَّكُمْ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِيْ الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الأَنْهَارَ (32) وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنَ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ (33) وَآتَاكُم مِّن كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ وَإِن تَعُدُّواْ نِعْمَتَ اللّٰهِ لاَ تُحْصُوهَا إِنَّ الإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ (34)

(سورہ ابراھیم)

(ترجمہ)اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا،اور آسمان سے پانی برسایا، پھراس کے ذریعے تمہارے رزق کے لیے پھل اُگائے ،اور کشتیوں کو تمہارے لیے رام کردیا،تاکہ وہ اُس کے حکم سے سمندر میں چلیں اور دریاؤں کوبھی تمہاری خدمت پرلگادیا۔اورتمہاری خاطرسورج اورچاندکواس طرح کام پرلگایاکہ وہ مسلسل سفرمیں ہیں،اورتمہاری خاطررات اوردن کوبھی کام پرلگایا۔اورتم نے جو کچھ مانگا،اُس نے اس میں سے(جوتمہارے لیے مناسب تھا)تمہیں دیااوراگرتم اللہ کی نعمتوں کوشمارکرنے لگوتوشمار(بھی)نہیں کرسکتے۔حقیقت یہ ہے کہ انسان بہت بےانصاف،بڑاناشکراہے۔

(10) وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِيْ السَّمَاء بُرُوجاً وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِيْنَ (16) وَحَفِظْنَاهَا مِن كُلِّ شَيْطَانٍ رَّجِيْمٍ (17)إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ (18)وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَأَنبَتْنَا فِيْهَا مِن كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ (19)وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَن لَّسْتُمْ لَهُ بِرَازِقِيْنَ (20)وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا عِندَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ (21)وَأَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ فَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَسْقَيْنَاكُمُوهُ وَمَا أَنتُمْ لَهُ بِخَازِنِيْنَ (22)سورہ الحجر

(ترجمہ)اورہم نے آسمان میں بہت سے برج بنائے ہیں،اوراس کودیکھنے والوں کے لیے سجاوٹ عطا کی ہے ۔اوراسے ہرمردودشیطان سے محفوظ رکھاہے۔البتہ جوکوئی چوری سے کچھ سننے کی کوشش کرے توایک روشن شعلہ اس کا پیچھا کرتا ہے۔ اورزمین کوہم نے پھیلادیاہے،اوراس کوجمانے کے لیے اس میں پہاڑ رکھ دئے

ہیں، اوراس میں ہر قسم کی چیزیں توازن کے ساتھ اُ گائی ہیں۔ اوراس میں تمہارے لیے بھی روزی کے سامان پیدا کئے ہیں، اور اُن (مخلوقات) کے لیے بھی جنہیں تم رزق نہیں دیتے۔ اور کوئی (ضرورت کی) چیز ایسی نہیں ہے جس کے ہمارے پاس خزانے موجود نہ ہوں، مگر ہم اس کو ایک معین مقدار میں اُتارتے ہیں۔ اور وہ ہوائیں جو بادلوں کو پانی سے بھر دیتی ہیں، ہم نے بھیجی ہیں، پھر آسمان سے پانی ہم نے اُتارا ہے، پھر اُس سے تمہیں سیراب ہم نے کیا ہے اور تمہارے بس میں یہ نہیں ہے کہ تم اس کو ذخیرہ کر کے رکھ سکو۔

(11)خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ تَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ (3) خَلَقَ الإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ (4)وَالأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ (5)وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ (6) وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ إِلَى بَلَدٍ لَّمْ تَكُونُواْ بَالِغِيهِ إِلاَّ بِشِقِّ الأَنفُسِ إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَؤُوفٌ رَّحِيمٌ (7)وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً وَيَخْلُقُ مَا لاَ تَعْلَمُونَ (8)وَعَلَى اللّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ وَلَوْ شَاء لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ (9)هُوَ الَّذِيَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لَّكُم مِّنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ (10)يُنبِتُ لَكُم بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالأَعْنَابَ وَمِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ (11)وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالْنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالْنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ

لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (12)وَمَا ذَرَأَ لَكُمْ فِي الأَرْضِ مُخْتَلِفاً أَلْوَانُهُ إِنَّ فِي
ذَلِكَ لآيَةً لِّقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ (13)وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُواْ مِنْهُ
لَحْماً طَرِيّاً وَتَسْتَخْرِجُواْ مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ
فِيهِ وَلِتَبْتَغُواْ مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (14) وَأَلْقَى فِي الأَرْضِ
رَوَاسِيَ أَن تَمِيدَ بِكُمْ وَأَنْهَاراً وَسُبُلاً لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ (15)وَعَلامَاتٍ
وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ (16)أَفَمَن يَخْلُقُ كَمَن لاَّ يَخْلُقُ أَفَلا
تَذَكَّرُونَ (17)وَإِن تَعُدُّواْ نِعْمَةَ اللّهِ لاَ تُحْصُوهَا إِنَّ اللّهَ لَغَفُورٌ
رَّحِيمٌ(18)(سورہ النحل)

(ترجمہ) اُس نے آسمانوں اور زمین کو برحق مقصد سے پیدا کیا ہے۔ جو شرک یہ لوگ کرتے ہیں، وہ اس سے بالا و برتر ہے۔ اُس نے انسان کو نطفے سے پیدا کیا، پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ کھلم کھلا جھگڑے پر آمادہ ہو گیا۔ اور چوپائے اُسی نے پیدا کیئے جن میں تمہارے لیے سردی سے بچاؤ کا سامان ہے، اور اس کے علاوہ بھی بہت سے فائدے ہیں، اور ان ہی میں سے تم کھاتے بھی ہو۔ اور جب تم انہیں شام کے وقت گھر واپس لاتے ہو اور جن اُنہیں صبح کو چرانے لے جاتے ہو تو اُن میں تمہارے لیے ایک خوشنما منظر بھی ہے۔ اور یہ تمہارے بوجھ لاد کر ایسے شہر تک جاتے ہیں جہاں تم جان جوکھوں میں ڈالے بغیر نہیں پہنچ سکتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ تمہارا پروردگار بہت شفیق، بڑا مہربان ہے۔ اور گھوڑے، خچر اور گدھے اسی نے پیدا کیئے ہیں تا کہ تم اُن پر سواری کرو، اور وہ زینت کا سامان بنیں۔ اور وہ بہت سی

ایسی چیزیں پیدا کرتا ہے جن کا تمہیں علم بھی نہیں ہے۔اور سیدھا راستہ دکھانے کی ذمہ داری اللہ نے لی ہے، اور بہت سے راستے ٹیڑھے ہیں، اور اگر وہ چاہتا تو تم سب کو سیدھے راستے پر پہنچا بھی دیتا۔ وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا جس سے تمہیں پینے کی چیزیں حاصل ہوتی ہیں، اور اسی سے وہ درخت اُگتے ہیں جن میں تم مویشیوں کو چراتے ہو۔اسی سے اللہ تمہارے لیے کھیتیاں، زیتون، کھجور کے درخت، اَنگور اور ہر قسم کے پھل اُگاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان سب باتوں میں اُن لوگوں کے لیے بڑی نشانی ہے جو سوچتے سمجھتے ہوں۔اور اس نے دن اور رات کو اور سورج اور چاند کو تمہاری خدمت پر لگا رکھا ہے، اور ستارے بھی اُس کے حُکم سے کام پر لگے ہوئے ہیں۔ یقیناً ان باتوں میں اُن لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیں۔اسی طرح وہ ساری رنگ برنگ کی چیزیں جو اس نے تمہاری خاطر زمین میں پھیلا رکھی ہیں۔ وہ بھی اسکے حکم سے کام پر لگی ہوئی ہیں۔ بے شک ان سب میں اُن لوگوں کے لیے نشانی ہے جو سبق حاصل کریں۔اور وہی ہے جس نے سمندر کو کام پر لگایا، تاکہ تم اس سے تازہ گوشت کھاؤ۔اور اس سے وہ زیورات نکالو جو تم پہنتے ہو۔اور تم دیکھتے ہو کہ اُس میں کشتیاں پانی کو چیرتی ہوئی چلتی ہیں، تاکہ تم اللہ کا فضل تلاش کرو، اور تاکہ شکر گذار بنو۔اور اس نے زمین میں پہاڑوں کے لنگر ڈال دیئے ہیں تاکہ وہ تم کو لے کر ڈگمگائے نہیں، اور دریا اور راستے بنائے ہیں، تاکہ تم منزل مقصود تک پہنچ سکو۔اور (راستوں کی پہچان کے لیے) بہت سی علامتیں بنائی ہیں ۔اور ستاروں سے بھی لوگ راستہ معلوم کرتے ہیں۔اب بتاؤ کہ جو ذات (یہ ساری چیزیں) پیدا کرتی ہے، کیا وہ ان کے برابر ہو سکتی ہے جو کچھ پیدا نہیں کرتے؟ کیا

پھر بھی تم کوئی سبق نہیں لیتے ؟ اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننے لگو، تو انہیں شمار نہیں
کر سکتے ۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

(12)وَاللّٰهُ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ فِيْ
ذَلِكَ لآيَةً لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ (65)وَإِنَّ لَكُمْ فِيْ الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُّسْقِيْكُم
مِّمَّا فِيْ بُطُونِهِ مِن بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَّبَناً خَالِصاً سَآئِغاً لِلشَّارِبِيْنَ(66)
وَمِن ثَمَرَاتِ النَّخِيْلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَراً وَرِزْقاً حَسَناً إِنَّ
فِيْ ذَلِكَ لآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (67)وَأَوْحَى رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ
اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتاً وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ (68)ثُمَّ كُلِيْ
مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلاً يَخْرُجُ مِن بُطُونِهَا
شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيْهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ إِنَّ فِيْ ذَلِكَ لآيَةً لِّقَوْمٍ
يَتَفَكَّرُونَ (69)وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفَّاكُمْ وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ إِلَى أَرْذَلِ
الْعُمُرِ لِكَيْ لاَ يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئاً إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ (70)وَاللّٰهُ
فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ فِيْ الْرِّزْقِ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُواْ بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ
عَلَى مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَاءٌ أَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُونَ (71)
وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجاً وَجَعَلَ لَكُم مِّنْ أَزْوَاجِكُم بَنِيْنَ
وَحَفَدَةً وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ
يَكْفُرُونَ (72) وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللّٰهِ مَا لاَ يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقاً مِّنَ

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ شَيْئاً وَلاَ يَسْتَطِيعُونَ (73)(سورہ النحل)

(ترجمہ) اور اللہ نے آسمان سے پانی برسایا اور زمین کے مردہ ہو جانے کے بعد اُس میں جان ڈال دی۔ یقیناً اِس میں ان لوگوں کے لیے نشانی ہے جو بات سنتے ہیں۔ اور بے شک تمہارے لیے مویشیوں میں بھی سوچنے سمجھنے کا بڑا سامان ہے۔ اُن کے پیٹ میں جو گوبر اور خون ہے، اس کے بیچ میں سے ہم تمہیں ایسا صاف ستھرا دودھ پینے کو دیتے ہیں جو پینے والوں کے لیے خوشگوار ہوتا ہے۔ اور کھجور کے پھلوں اور انگوروں سے بھی (ہم تمہیں ایک مشروب عطا کرتے ہیں) جس سے تم شراب بھی بناتے ہو، اور پاکیزہ رزق بھی۔ بیشک اس میں بھی اُن لوگوں کے لیے نشانی ہے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ اور تمہارے پروردگار نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ: "تو پہاڑوں میں، اور درختوں میں اور لوگ جو چھتریاں اُٹھاتے ہیں، ان میں اپنے گھر بنا۔ پھر ہر قسم کے پھلوں سے اپنی خوراک حاصل کر، پھر ان راستوں پر چل جو تیرے ربّ نے تیرے لیے آسان بنا دیئے ہیں۔" (اس طرح) اس مکھی کے پیٹ میں سے مختلف رنگوں والا مشروب نکلتا ہے جس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔ یقیناً ان سب باتوں میں اُن لوگوں کے لیے نشانی ہے جو سوچتے سمجھتے ہوں۔ اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا ہے، پھر وہ تمہاری روح قبض کرتا ہے۔ اور تم میں سے کوئی ایسا ہوتا ہے جو عمر کے سب سے ناکارہ حصے تک پہنچا دیا جاتا ہے، جس میں پہنچ کر وہ سب کچھ جاننے کے بعد بھی کچھ نہیں جانتا۔ بے شک اللہ بڑے علم والا، بڑی قدرت والا ہے۔ اور اللہ نے تم میں سے کچھ لوگوں کو رزق کے معاملے میں دوسروں پر برتری دے رکھی ہے۔ اب جن لوگوں کو برتری دی گئی ہے، وہ اپنا رزق اپنے غلاموں کو اس طرح نہیں لوٹا دیتے کہ وہ سب برابر ہو جائیں۔ تو کیا یہ لوگ اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں؟ اور اللہ نے تم ہی میں سے

تمہارے لئے بیویاں بنائی ہیں، اور تمہاری بیویوں سے تمہارے لیے بیٹے اور پوتے پیدا کئے ہیں، اور تمہیں اچھی اچھی چیزوں میں سے رزق فراہم کیا ہے۔ کیا پھر بھی یہ لوگ بے بنیاد باتوں پر ایمان لاتے اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں؟ اور یہ اللہ کو چھوڑ کر ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو ان کو آسمانوں اور زمین میں سے کسی طرح کا رزق دینے کا نہ کوئی اختیار رکھتی ہیں، نہ رکھ سکتی ہیں۔

(13)وَاللّهُ أَخْرَجَكُم مِّن بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لاَ تَعْلَمُونَ شَيْئاً وَجَعَلَ لَكُمُ الْسَّمْعَ وَالأَبْصَارَ وَالأَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (78)أَلَمْ يَرَوْاْ إِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرَاتٍ فِي جَوِّ السَّمَاء مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلاَّ اللّهُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ(79) وَاللّهُ جَعَلَ لَكُم مِّن بُيُوتِكُمْ سَكَناً وَجَعَلَ لَكُم مِّن جُلُودِ الأَنْعَامِ بُيُوتاً تَسْتَخِفُّونَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ إِقَامَتِكُمْ وَمِنْ أَصْوَافِهَا وَأَوْبَارِهَا وَأَشْعَارِهَا أَثَاثاً وَمَتَاعاً إِلَى حِينٍ (80)وَاللّهُ جَعَلَ لَكُم مِّمَّا خَلَقَ ظِلاَلاً وَجَعَلَ لَكُم مِّنَ الْجِبَالِ أَكْنَاناً وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيكُم بَأْسَكُمْ كَذَلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُونَ (81)فَإِن تَوَلَّوْاْ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلاَغُ الْمُبِينُ (82)يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللّهِ ثُمَّ يُنكِرُونَهَا وَأَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُونَ (83)سورہ النحل

(ترجمہ) اور اللہ نے تم کو تمہارے ماں کے پیٹ سے اس حالت میں نکالا کہ تم کچھ

نہیں جانتے تھے، اور تمہارے لیے کان، آنکھیں اور دل پیدا کئے، تا کہ تم شکر ادا کرو۔ کیا انہوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا کہ وہ آسمان کی فضا میں اللہ کے حکم کے پابند ہیں؟ اُنہیں اللہ کے سوا کوئی اور تھامے ہوئے نہیں ہے۔ یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو ایمان رکھتے ہوں۔ اور اس نے تمہارے لیے تمہارے گھروں کو سکون کی جگہ بنایا، اور تمہارے لیے مویشوں کی کھالوں سے ایسے گھر بنائے جو تمہیں سفر پر روانہ ہوتے وقت اور کسی جگہ ٹھہرتے وقت ہلکے پھلکے محسوس ہوتے ہیں۔ اور اُن کے اُون، اُن کے رُویں اور اُن کے بالوں سے گھریلو سامان اور ایسی چیزیں پیدا کیں جو ایک مدت تک تمہیں فائدہ پہنچاتی ہیں۔ اور اللہ ہی نے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں سے تمہارے لیے سائے پیدا کئے، اور پہاڑوں میں تمہارے لئے پناہ گاہیں بنائیں اور تمہارے لئے ایسے لباس پیدا کئے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں، اور ایسے لباس جو تمہاری جنگ میں تمہیں محفوظ رکھتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنی نعمتوں کو تم پر مکمل کرتا ہے تا کہ تم فرمان بردار بنو۔ پھر بھی اگر یہ (کافر) منہ موڑے رہیں تو (اے پیغمبر!) تمہاری ذمہ داری صرف اتنی ہے کہ واضح طریقے پر پیغام پہنچادو۔ یہ لوگ اللہ کی نعمتوں کو پہچانتے ہیں، پھر بھی ان کا انکار کرتے ہیں، اور ان میں سے اکثر لوگ ناشکرے ہیں۔

(14) وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِتَبْتَغُوا فَضْلاً مِّن رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلاً (12) سورہ بنی اسرائیل

(ترجمہ) اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیوں کے طور پر پیدا کیا ہے۔ پھر رات کی نشانی کو تو اندھیری بنا دیا، اور دن کی نشانی کو روشن کر دیا، تا کہ تم اپنے ربّ کا فضل

تلاش کر سکو، اور تا کہ تمہیں سالوں کی گنتی اور (مہینوں کا) حساب معلوم ہو سکے۔ اور ہم نے ہر چیز کو الگ الگ واضح کر دیا ہے۔

(15)وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلاً (70) سورہ بنی اسرائیل

(ترجمہ) اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے آدم کی اولاد کو عزت بخشی ہے، اور انہیں خشکی اور سمندر دونوں میں سواریاں مہیا کی ہیں، اور ان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت عطا کی ہے۔

(16)أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقاً فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاء كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ (30) وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَن تَمِيدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجاً سُبُلاً لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ (31)وَجَعَلْنَا السَّمَاء سَقْفاً مَّحْفُوظاً وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَا مُعْرِضُونَ (32)وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ (33) سورہ الانبیاء

(ترجمہ) جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے، کیا انہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ سارے آسمان اور زمین بند تھے، پھر ہم نے انہیں کھول دیا، اور پانی سے ہر جاندار چیز پیدا کی ہے ؟ کیا پھر بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے؟ اور ہم نے زمین میں جمے ہوئے پہاڑ پیدا کیے ہیں، تا کہ وہ انہیں لے کر ہلنے نہ پائے، اور اس میں ہم نے چوڑے چوڑے

راستے بنائے ہیں، تا کہ وہ منزل تک پہنچ سکیں، اور ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنا دیا ہے، اور یہ لوگ ہیں کہ اُس کی نشانیوں سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔ اور وہی (اللہ) ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند پیدا کئے۔ سب کسی نہ کسی مدار میں تیر رہے ہیں۔

(17)ذَلِکَ بِأَنَّ اللَّهَ يُولِجُ اللَّيْلَ فِيْ النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِيْ اللَّيْلِ وَأَنَّ اللَّهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ (61)سورہ الحج

(ترجمہ) یہ اس لیے کہ اللہ (کی قدرت اتنی بڑی ہے کہ وہ) رات کو دن میں داخل کردیتا اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے۔ اور اس لیے کہ اللہ ہر بات سنتا اور ہر چیز دیکھتا ہے۔

(18)أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً إِنَّ اللَّهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ (63)سورہ الحج

ترجمہ:۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اُتارا، جس سے زمین سرسبز ہو جاتی ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ اللہ بڑا مہربان، ہر بات سے باخبر ہے۔

(19)وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِيْنٍ (12)ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ (13)ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَاماً فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْماً ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقاً آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ (14)ثُمَّ إِنَّكُمْ بَعْدَ ذَلِکَ لَمَيِّتُونَ (15)ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ (16)وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَائِقَ وَمَا

كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غَافِلِيْنَ (17) وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَأَسْكَنَّاهُ
فِيْ الْأَرْضِ وَإِنَّا عَلَى ذَهَابٍ بِهِ لَقَادِرُونَ (18)فَأَنشَأْنَا لَكُم بِهِ جَنَّاتٍ
مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ لَّكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ (19)
وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِن طُورِ سَيْنَاء تَنبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْآكِلِيْنَ (20)
وَإِنَّ لَكُمْ فِيْ الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُّسقِيْكُم مِّمَّا فِيْ بُطُونِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ
كَثِيْرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ (21)وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ (22)

سورہ المومنون

(ترجمہ)اور ہم نے انسان کو مٹی کی ست سے پیدا کیا، پھر ہم نے اُسے ٹپکی ہوئی بوند کی شکل میں ایک محفوظ جگہ پر رکھا، پھر ہم نے اس بوند کو جمے ہوئے خون کی شکل دے دی، پھر اس جمے ہوئے خون کو ایک لوتھڑا بنا دیا، پھر اس لوتھڑے کو ہڈیوں میں تبدیل کر دیا، پھر ہڈیوں کو گوشت کا لباس پہنایا، پھر اسے ایسی اٹھان دی کہ وہ ایک دوسری ہی مخلوق بن کر کھڑا ہو گیا۔غرض بڑی شان ہے اللہ کی جو سارے کاریگروں سے بڑھ کر کاریگر ہے۔پھر اس سب کے بعد تمہیں یقیناً موت آنے والی ہے۔پھر قیامت کے دن تمہیں یقیناً دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔اور ہم نے تمہارے اوپر سات تہہ بر تہہ راستے پیدا کئے ہیں، اور ہم مخلوق سے غافل نہیں ہیں۔اور ہم نے آسمان سے ٹھیک اندازے کے مطابق پانی اتارا، پھر اسے زمین میں ٹھہرا دیا، اور یقین رکھو ہم اُسے غائب کر دینے پر بھی قادر ہیں۔پھر ہم نے اس سے تمہارے لیے کھجوروں اور انگوروں کے باغات پیدا کئے جن سے تمہیں بہت سے میوے حاصل ہوتے ہیں، اور اُن ہی میں سے تم کھاتے ہو۔اور وہ درخت بھی پیدا کیا جو طور سینا سے نکلتا

ہے، جو اپنے ساتھ تیل لے کر اور کھانے والوں کے لیے سالن لے کر اُگتا ہے
۔اور حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لیے مویشیوں میں بڑی نصیحت کا سامان ہے ۔ جو
(دُودھ) ان کے پیٹ میں ہے، اس سے ہم تمہیں سیراب کرتے ہیں، اور اُن میں
تمہارے لیے بہت سے فوائد ہیں، اور ان ہی سے تم غذا بھی حاصل کرتے ہو۔اور
اُن ہی پر اور کشتیوں پر تمہیں سوار بھی کیا جاتا ہے۔

(20)أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُزْجِي سَحَاباً ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَاماً فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مِن جِبَالٍ فِيهَا مِن بَرَدٍ فَيُصِيبُ بِهِ مَن يَشَاءُ وَيَصْرِفُهُ عَن مَّن يَشَاءُ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهِ يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ (43) يُقَلِّبُ اللَّهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُوْلِي الْأَبْصَارِ (44)وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِن مَّاء فَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَى بَطْنِهِ وَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَى رِجْلَيْنِ وَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَى أَرْبَعٍ يَخْلُقُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (45)سورہ النور

(ترجمہ) کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ بادلوں کو ہنکاتا ہے، پھر ان کو ایک دوسرے
سے جوڑ دیتا ہے پھر انہیں تہہ بر تہہ گھٹا میں تبدیل کر دیتا ہے، پھر تم دیکھتے ہو کہ
بارش اس کے درمیان سے برس رہی ہے۔اور آسمان میں (بادلوں کی شکل میں) جو
پہاڑ کے پہاڑ ہوتے ہیں، اللہ ان سے اولے برساتا ہے، پھر جس کے لیے چاہتا
ہے، ان کو مصیبت بنا دیتا ہے، اور جس سے چاہتا ہے، ان کا رُخ پھیر دیتا ہے۔ایسا
لگتا ہے کہ اس کی بجلی کی چمک آنکھوں کی بینائی اُچک لے جائے گی ۔وہی اللہ
رات اور دن کا الٹ پھیر کرتا ہے ۔یقیناً ان سب باتوں میں ان لوگوں کے لیے

نصیحت کا سامان ہے جن کے پاس دیکھنے والی آنکھیں ہیں اور اللہ نے زمین پر چلنے والے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا ہے پھر ان میں سے کچھ وہ ہیں جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں، کچھ وہ ہیں جو دو پاؤں پر چلتے ہیں، اور کچھ وہ ہیں جو چار (پاؤں) پر چلتے ہیں اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے یقیناً اللہ ہر بات پر قدرت رکھتا ہے۔

(21)أَلَمْ تَرَ إِلَى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاء لَجَعَلَهُ سَاكِناً ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلاً (45)ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضاً يَسِيراً (46) وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاساً وَالنَّوْمَ سُبَاتاً وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوراً (47)وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْراً بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُوراً (48)لِنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مَّيْتاً وَنُسْقِيَهُ مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَاماً وَأَنَاسِيَّ كَثِيراً (49)وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوا فَأَبَى أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُوراً (50)سورہ الفرقان

(ترجمہ) کیا تم نے اپنے پروردگار (کی قدرت) کو نہیں دیکھا کہ وہ کس طرح سائے کو پھیلاتا ہے؟ اور اگر وہ چاہتا تو اسے ایک جگہ ٹھہرا دیتا۔ پھر ہم نے سورج کو اُس کے لیے ایک رہنما بنا دیا ہے۔ پھر ہم اسے تھوڑا تھوڑا کر کے اپنی طرف سمیٹ لیتے ہیں۔ اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے رات کو لباس بنایا، اور نیند کو سراپا سکون، اور دن کو دوبارہ اُٹھ کھڑے ہونے کا ذریعہ بنا دیا۔ اور وہی ہے جس نے اپنی رحمت (یعنی بارش) سے پہلے ہوائیں بھیجیں جو (بارش کی) خوش خبری لے کر آتی ہیں، اور ہم نے ہی آسمان سے پاکیزہ پانی اُتارا ہے، تاکہ ہم اُس کے ذریعے مردہ زمین کو زندگی بخشیں، اور اپنی مخلوق میں سے بہت سے مویشیوں اور

انسانوں کو اُس سے سیراب کریں۔ اور ہم نے لوگوں کے فائدے کے لیے اُس (پانی) کی الٹ پھیر کر رکھی ہے، تاکہ وہ سبق حاصل کریں۔ لیکن اکثر لوگ ناشکری کے سوا ہر بات سے انکاری ہیں۔

(22)وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ أَرَادَ أَن يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُوراً (62)سورہ الفرقان

(ترجمہ) اور وہی ہے جس نے رات اور دن کو ایسا بنایا کہ وہ ایک دوسرے کے پیچھے چلے آتے ہیں (مگر یہ ساری باتیں) اُس شخص کے لیے (کارآمد ہیں) جو نصیحت حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہو یا شکر بجالانا چاہتا ہو۔

(23) أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الْأَرْضِ كَمْ أَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ (7) إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ (8)سورہ الشعراء

ترجمہ:۔ اور کیا انہوں نے زمین کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اس میں ہر نفیس قسم کی کتنی چیزیں اُگائی ہیں؟ یقیناً ان سب چیزوں میں عبرت کا بڑا سامان ہے، پھر بھی ان میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

(24)أَمَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنزَلَ لَكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاء فَأَنبَتْنَا بِهِ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَّا كَانَ لَكُمْ أَن تُنبِتُوا شَجَرَهَا أَإِلَهٌ مَّعَ اللَّهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ (60)أَمَّن جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَاراً وَجَعَلَ خِلَالَهَا أَنْهَاراً وَجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزاً أَإِلَهٌ مَّعَ اللَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (61)سور النمل

(ترجمہ) بھلا وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، اور تمہارے لیے آسمان سے پانی اُتارا؟ پھر ہم نے اس پانی سے بارونق باغ اُگائے، تمہارے بس میں نہیں تھا کہ تم اُن کے درختوں کو اُگا سکتے۔ کیا (پھر بھی تم کہتے ہو کہ) اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے؟ نہیں! بلکہ ان لوگوں نے راستے سے منہ موڑ رکھا ہے۔ بھلا وہ کون ہے جس نے زمین کو قرار کی جگہ بنایا، اور اس کے بیچ بیچ میں دریا پیدا کیئے، اور اُس (کو ٹھہرانے) کے لیے (پہاڑوں کی) میخیں گاڑ دیں، اور دو سمندروں کے درمیان ایک آڑ رکھ دی؟ کیا (پھر بھی تم کہتے ہو کہ) اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے؟ نہیں! بلکہ ان میں سے اکثر لوگ حقیقت سے ناواقف ہیں۔

(25) أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لِيَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِراً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (86) سورہ النمل

ترجمہ:۔ کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم نے رات اس لیے بنائی ہے کہ وہ اس میں سکون حاصل کریں، اور دن اس طرح بنایا ہے کہ اُس میں چیزیں دکھائی دیں؟ یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔

(26) وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ فَأَنَّى يُؤْفَكُونَ (61) سورہ العنکبوت

(ترجمہ) اور اگر تم ان سے پوچھو کہ: ''کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، اور سورج اور چاند کو کام پر لگایا؟'' تو وہ ضرور یہ کہیں گے کہ: ''اللہ!'' پھر آخر یہ لوگ کہاں سے اوندھے چل پڑتے ہیں۔

(27) وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّن نَّزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ مِن بَعْدِ

مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لا يَعْقِلُونَ (63)سورہ العکبوت

(ترجمہ) اور اگر تم ان سے پوچھو کہ: ''کہ کون ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا، پھر اس کے ذریعے زمین کے مردہ ہونے کے بعد اُسے زندگی بخشی؟ تو وہ ضرور یہ کہیں گے کہ: ''اللہ!'' کہو: ''الحمدللہ!'' لیکن ان میں سے اکثر لوگ عقل سے کام نہیں لیتے۔

(28)يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذَلِكَ تُخْرَجُونَ (19)وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنتُم بَشَرٌ تَنتَشِرُونَ (20)وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجاً لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ (21)وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْعَالِمِينَ (22)وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُم مِّن فَضْلِهِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ (23)وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفاً وَطَمَعاً وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيُحْيِي بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (24) وَمِنْ آيَاتِهِ أَن تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْأَرْضِ إِذَا أَنتُمْ

تَخْرُجُونَ (25)وَلَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلٌّ لَّهُ قَانِتُونَ
(26)وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ وَلَهُ الْمَثَلُ
الْأَعْلَى فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (27)

(سورہ الروم)

(ترجمہ) وہ جاندار کو بے جان سے نکال لاتا ہے، اور بے جان کو جاندار سے نکال لیتا ہے، اور وہ زمین کو اُس کے مردہ ہوجانے کے بعد زندگی بخشتا ہے ۔ اور اسی طرح تم کو (قبروں سے) نکال لیا جائے گا۔ اور اُس کی (قدرت کی) ایک نشانی یہ ہے ۔ کہ اُس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا، پھر تم دیکھتے ہی دیکھتے انسان بن کر (زمین میں) پھیلے پڑے ہو۔ اور اُس کی ایک نشانی یہ ہے کہ اُس نے تمہارے لیے تم ہی میں سے بیویاں پیدا کیں تا کہ تم اُن کے پاس جا کر سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت کے جذبات رکھ دیئے ۔ یقیناً اس میں اُن لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو غور وفکر سے کام لیتے ہیں ۔ اور اس کی نشانیوں کا ایک حصہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف بھی ہے ۔ یقیناً اس میں دانش مندوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں ۔ اور اس کی نشانیوں کا ایک حصہ تمہارا رات اور دن کے وقت سونا اور اللہ کا فضل تلاش کرنا ہے ۔ یقیناً اس میں اُن لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو بات سنتے ہوں ۔ اور اُس کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ تمہیں بجلی کی چمک دِکھاتا ہے جس سے ڈر بھی لگتا ہے، اور اُمید بھی ہوتی ہے، اور آسمان سے پانی برساتا ہے، جس کے ذریعے وہ زمین کو اُس کے مردہ ہوجانے کے بعد زندگی بخشتا ہے ۔ یقیناً اس میں اُن لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں

ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں اور اُس کی ایک نشانی یہ ہے کہ آسمان اور زمین اُس کے حکم سے قائم ہیں۔ پھر جب وہ ایک پکار دے کر تمہیں زمین سے بلائے گا تو تم فوراً نکل پڑو گے۔ اور آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہیں سب اسی کی ملکیت ہیں سب اُسی کے حکم کے تابع ہیں۔ اور وہی ہے جو مخلوق کی ابتدا کرتا ہے، پھر اُسے دوبارہ پیدا کرے گا، اور یہ کام اُس کے لیے زیادہ آسان ہے اور اُسی کی سب سے اونچی شان ہے، آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی، اور وہی ہے جو اقتدار والا بھی ہے، حکمت والا بھی۔

(29)اللَّهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ فَتُثِيرُ سَحَاباً فَيَبْسُطُهُ فِي السَّمَاء كَيْفَ يَشَاءُ وَيَجْعَلُهُ كِسَفاً فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ فَإِذَا أَصَابَ بِهِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ 48) سورہ روم

(ترجمہ) اللہ ہی وہ ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے، چنانچہ وہ بادل کو اٹھاتی ہیں، پھر وہ اُس (بادل) کو جس طرح چاہتا ہے، آسمان میں پھیلا دیتا ہے۔ اور اسے کئی تہوں (والی گھٹا) میں تبدیل کر دیتا ہے۔ تب تم دیکھتے ہو کہ اُس کے درمیان سے بارش برس رہی ہے۔ چنانچہ جب وہ اپنے بندوں میں سے جن کو چاہتا ہے، وہ بارش پہنچاتا ہے تو وہ اچانک خوشی منانے لگتے ہیں۔

(30)خَلَقَ السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَأَلْقَى فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَن تَمِيدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَابَّةٍ وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ (10)هَذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِن دُونِهِ بَلِ الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ(11)سورہ لقمان

ترجمہ:۔اس نے آسمانوں کو ایسے ستونوں کے بغیر پیدا کیا جو تمہیں نظر آسکیں، اور زمین میں پہاڑوں کے لنگر ڈال دیئے ہیں، تا کہ وہ تمہیں لے کر ڈگمائے نہیں ، اور اُس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیئے ہیں۔اور ہم نے آسمان سے پانی برسایا، پھر اُس (زمین) میں ہر قابلِ قدر قسم کی نباتات اُگائیں۔یہ ہے اللہ کی تخلیق! اب ذرا مجھے دِکھاؤ کہ اللہ کے سوا کسی نے کیا پیدا کیا؟ بات دراصل یہ ہے کہ یہ ظالم لوگ کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں۔

(31)أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّاا نَسُوقُ الْمَاء إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهِ زَرْعاً تَأْكُلُ مِنْهُ أَنْعَامُهُمْ وَأَنفُسُهُمْ أَفَلَا يُبْصِرُونَ (27)سوره السجده

ترجمہ:۔اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم پانی کو کھینچ کر خشک زمین کی طرف لے جاتے ہیں، پھر اُس سے وہ کھیتی نکالتے ہیں جس سے اُن کے چوپائے بھی کھاتے ہیں،اور وہ خود بھی تو کیا اُنہیں کچھ سجھائی نہیں دیتا؟

(32)وَاللَّهُ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ فَتُثِيرُ سَحَاباً فَسُقْنَاهُ إِلَى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَحْيَيْنَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا كَذَلِكَ النُّشُورُ (9)سوره الفاطر

(ترجمہ)اور اللہ ہی ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے، پھر وہ بادلوں کو اٹھاتی ہیں، پھر ہم اُنہیں ہنکا کر ایک ایسے شہر کی طرف لے جاتے ہیں جو (قحط) سے مردہ ہو چکا ہوتا ہے، پھر ہم اُس (بارش) کے ذریعے مردہ زمین کو نئی زندگی عطا کرتے ہیں۔بس اسی طرح انسانوں کی دوسری زندگی ہوگی۔

(33)وَاللَّهُ خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجاً وَمَا

تَحۡمِلُ مِنۡ أُنثَى وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلۡمِهِ وَمَا يُعَمَّرُ مِن مُّعَمَّرٍ وَلَا يُنقَصُ مِنۡ
عُمُرِهِ إِلَّا فِي كِتَابٍ إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ (11) وَمَا يَسۡتَوِي
الۡبَحۡرَانِ هَذَا عَذۡبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهُ وَهَذَا مِلۡحٌ أُجَاجٌ وَمِن كُلٍّ
تَأۡكُلُونَ لَحۡماً طَرِيّاً وَتَسۡتَخۡرِجُونَ حِلۡيَةً تَلۡبَسُونَهَا وَتَرَى الۡفُلۡكَ فِيهِ
مَوَاخِرَ لِتَبۡتَغُوا مِن فَضۡلِهِ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُونَ (12)يُولِجُ اللَّيۡلَ فِي
النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيۡلِ وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ كُلٌّ يَجۡرِي
لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمۡ لَهُ الۡمُلۡكُ وَالَّذِينَ تَدۡعُونَ مِن دُونِهِ
مَا يَمۡلِكُونَ مِن قِطۡمِيرٍ (13)سورہ الفاطر

(ترجمہ)اور اللہ نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے، پھر تمہیں جوڑے جوڑے بنا دیا۔اور کسی مادہ کو جو کوئی حمل ہوتا ہے، اور جو کچھ وہ جنتی ہے، وہ سب اللہ کے علم سے ہوتا ہے۔اور کسی عمر رسیدہ کو جتنی عمر دی جاتی ہے، اور اس کی عمر میں جو کوئی کمی ہوتی ہے، وہ سب ایک کتاب میں درج ہے۔۔حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ اللہ کے لیے بہت آسان ہے۔اور دو دریا برابر نہیں ہوتے۔ایک ایسا میٹھا ہے کہ اُس سے پیاس بجھتی ہے، جو پینے میں خوشگوار ہے، اور دوسرا کڑوا نمکین۔اور ہر ایک سے تم (مچھلیوں کا) تازہ گوشت کھاتے ہو، اور وہ زیور نکالتے ہو جو تمہارے پہننے کے کام آتا ہے۔اور تم کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ وہ اُس (دریا) میں پانی کو پھاڑتی ہوئی چلتی ہیں، تاکہ تم اللہ کا فضل تلاش کرو، اور تاکہ شکر گذار بنو۔وہ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے، اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے، اور اس نے سورج اور چاند کو کام پر لگا دیا ہے۔(ان میں سے) ہر ایک کسی مقررہ معیاد تک کے لیے رواں

دواں ہے۔ یہ ہے اللہ جو تمہارا پروردگار ہے، ساری بادشاہی اُسی کی ہے۔ اور اُسے چھوڑ کر جن (جھوٹے خداؤں) کو تم پکارتے ہو، وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی کوئی اختیار نہیں رکھتے۔

(34)أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ ثَمَرَاتٍ مُّخْتَلِفاً أَلْوَانُهَا وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ (27)وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَلِكَ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاء إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ 28)

سورہ الفاطر

(ترجمہ) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اُتارا، پھر ہم نے اُس کے ذریعے رنگ برنگ کے پھل اُگائے؟ پہاڑوں میں بھی ایسے ٹکڑے ہیں جو رنگ برنگ کے سفید اور سرخ ہیں، اور کالے (سیاہ) بھی۔ اور انسانوں اور جانوروں اور چوپایوں میں بھی ایسے ہیں جن کے رنگ مختلف ہیں۔ اللہ سے ڈرتے وہی ہیں جو علم رکھنے والے ہیں۔ یقیناً اللہ صاحبِ اقتدار بھی ہے بہت بخشنے والا بھی

(35)إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ أَن تَزُولَا وَلَئِن زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِّن بَعْدِهِ إِنَّهُ كَانَ حَلِيماً غَفُوراً (41)

(سورہ الفاطر)

(ترجمہ) حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو تھام رکھا ہے کہ وہ اپنی جگہ سے ٹلیں نہیں۔ اور اگر وہ ٹل جائیں تو اُس کے سوا کوئی نہیں ہے جو انہیں تھام سکے یقیناً اللہ بڑا بردبار، بہت بخشنے والا ہے۔

(36)وَآيَةٌ لَّهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ
(33)وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّاتٍ مِن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ وَفَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ الْعُيُونِ
(34)لِيَأْكُلُوا مِن ثَمَرِهِ وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ أَفَلَا يَشْكُرُونَ (35)

(سورہ یاسین)

(ترجمہ) اوران کے لیے ایک نشانی وہ زمین ہے جو مردہ پڑی ہوئی تھی۔ہم نے اُسے زندگی عطا کی،اوراُس سے غلہ نکالا،جس کی خوراک یہ کھاتے ہیں۔اورہم نے اُس زمین میں کھجوروں اورانگوروں کے باغ پیدا کیئے،اورایسا انتظام کیا کہ اُس میں سے پانی کے چشمے پھوٹ نکلے۔تاکہ یہ اس کی پیداوار میں سے کھائیں حالانکہ اس کو ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا تھا،کیا پھر بھی یہ شکرادانہیں کریں گے؟

(37)وَآيَةٌ لَّهُمُ اللَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَإِذَا هُم مُّظْلِمُونَ (37)
وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ (38)
وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ (39) لَا الشَّمْسُ
يَنبَغِي لَهَا أَن تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ
يَسْبَحُونَ (40) وَآيَةٌ لَّهُمْ أَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ
(41)وَخَلَقْنَا لَهُم مِّن مِّثْلِهِ مَا يَرْكَبُونَ (42) سورۃ یٰسٓ

(ترجمہ)اوران کے لیے ایک نشانی رات ہے۔ہم اُس پر سے دن کا چھلکا اُتار لیتے ہیں تو وہ یکا یک اندھیرے میں رہ جاتے ہیں۔اورسورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جارہا ہے۔یہ سب اس ذات کا مقرر کیا ہوا نظام ہے جس کا اقتدار بھی کامل ہے،جس

کا علم بھی کامل ۔اور چاند ہے کہ ہم نے اُس کی منزلیں ناپ تول کر مقرر کر دی ہیں، یہاں تک کہ وہ جب (ان منزلوں کے دورے سے) لوٹ کر آتا ہے تو کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح (پتلا) ہو کر رہ جاتا ہے ۔نہ تو سورج کی یہ مجال ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے، اور نہ رات دن سے آگے نکل سکتی ہے۔اور یہ سب اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں ۔اور ان کے لیے ایک اور نشانی یہ ہے کہ ہم نے ان کی اولاد کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا، اور ہم نے ان کے لیے اُسی جیسی اور چیزیں بھی پیدا کیں جن پر یہ سواری کرتے ہیں۔

(38)أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا لَهُم مِّمَّا عَمِلَتْ أَيْدِينَا أَنْعَاماً فَهُمْ لَهَا مَالِكُونَ (71)وَذَلَّلْنَاهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ (72) وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ أَفَلَا يَشْكُرُونَ 73) سورہ یاسین

(ترجمہ)اور کیا انھوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی چیزوں میں سے اُن کے لیے مویشی پیدا کئے، اور یہ اُن کے مالک بنے ہوئے ہیں۔اور ہم نے ان مویشیوں کو اُن کے قابو میں دے دیا ہے، چنانچہ ان میں سے کچھ وہ ہیں جو ان کی سواری بنے ہوئے ہیں اور کچھ وہ ہیں جنہیں یہ کھاتے ہیں۔ نیز ان کو ان مویشوں سے اور بھی فوائد حاصل ہوتے ہیں، اور پینے کی چیزیں ملتی ہیں۔کیا پھر بھی یہ شکر نہیں بجالائیں گے؟

(39)إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاء الدُّنْيَا بِزِينَةٍ الْكَوَاكِبِ (6)وَحِفْظاً مِّن كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ (7)لَا يَسَّمَّعُونَ إِلَى الْمَلَإِ الْأَعْلَى وَيُقْذَفُونَ مِن كُلِّ جَانِبٍ (8) الصّٰفّٰت

(ترجمہ) بیشک ہم نے نزدیک والے آسمان کو ستاروں کی شکل میں ایک سجاوٹ عطا کی ہے، اور ہر شریر (شیطان) سے حفاظت کا ذریعہ بنایا ہے۔ وہ اوپر کے جہان کی باتیں نہیں سن سکتے، اور ہر طرف سے ان پر مار پڑتی ہے۔

(40)أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعاً مُّخْتَلِفاً أَلْوَانُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرّاً ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَاماً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَذِكْرَى لِأُوْلِي الْأَلْبَابِ (21) الزمر

(ترجمہ) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اُتارا، پھر اسے زمین کے سوتوں میں پرو دیا؟ پھر وہ اس پانی سے ایسی کھیتیاں وجود میں لاتا ہے جن کے رنگ مختلف ہیں، پھر وہ کھیتیاں سوکھ جاتی ہیں تو تم انہیں دیکھتے ہو کہ پیلی پڑ گئی ہیں، پھر وہ اُنہیں چورا چورا کر دیتا ہے۔ یقیناً ان باتوں میں اُن لوگوں کے لیے بڑا سبق ہے جو عقل رکھتے ہیں۔

(41)اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَاراً وَالسَّمَاء بِنَاء وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَتَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (64) سورہ مومن

(ترجمہ) اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو قرار کی جگہ بنایا، اور آسمان کو ایک گنبد، اور تمہاری صورت گری کی، اور تمہاری صورتوں کو اچھا بنایا، اور پاکیزہ چیزوں میں سے تمہیں رزق عطا کیا۔ وہ ہے اللہ جو تمہارا پروردگار ہے غرض بڑی برکت والا ہے اللہ سارے جہانوں کا پروردگار!۔

(42)هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلاً ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُونُوا شُيُوخاً وَمِنكُم مَّن يُتَوَفَّى مِن قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوا أَجَلاً مُّسَمًّى وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (67)هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ فَإِذَا قَضَى أَمْراً فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ (68)

سورہ مومن

(ترجمہ) وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے، پھر جمے ہوئے خون سے، پھر وہ تمہیں بچے کی شکل میں باہر لاتا ہے، پھر وہ تمہاری پرورش کرتا ہے تا کہ تم اپنی بھرپور طاقت کو پہنچ جاؤ، اور پھر بوڑھے ہو جاؤ۔ اور تم میں سے کچھ وہ بھی ہیں جو اس سے پہلے ہی وفات پا جاتے ہیں۔ اور تا کہ تم ایک مقرر معیاد تک پہنچو، اور تا کہ تم عقل سے کام لو۔ وہی ہے جو زندگی دیتا اور موت دیتا ہے اور جب وہ کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس سے صرف اتنا کہتا ہے کہ: ''ہو جا'' بس وہ ہو جاتی ہے۔

(43)اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَنْعَامَ لِتَرْكَبُوا مِنْهَا وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ (79) وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوا عَلَيْهَا حَاجَةً فِي صُدُورِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ (80) سورہ مومن

(ترجمہ) اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لیے مویشی پیدا کئے، تا کہ اُن میں سے کچھ پر تم سواری کرو، اور اُنہی میں سے وہ بھی ہیں جنہیں تم کھاتے ہو۔ اور تمہارے لیے اُن میں بہت سے فائدے ہیں، اور اُن کا مقصد یہ بھی ہے کہ تمہارے دلوں میں (کہیں جانے کی) جو حاجت ہو اُس تک پہنچ سکو۔ اور تمہیں ان جانوروں پر اور کشتیوں پر اُٹھا کر لے جایا جاتا ہے۔

(44)قُلْ أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْأَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَتَجْعَلُونَ لَهُ
أَندَاداً ذَلِكَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ (9)وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِن فَوْقِهَا
وَبَارَكَ فِیْهَا وَقَدَّرَ فِیْهَا أَقْوَاتَهَا فِیْ أَرْبَعَةِ أَیَّامٍ سَوَاء لِّلسَّائِلِیْنَ (10)
ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاء وَهِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِیَا طَوْعاً أَوْ
كَرْهاً قَالَتَا أَتَیْنَا طَائِعِیْنَ (11) فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ
وَأَوْحَى فِیْ كُلِّ سَمَاء أَمْرَهَا وَزَیَّنَّا السَّمَاء الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَحِفْظاً
ذَلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ 12) سورہ حٰمٓ السجدہ

(ترجمہ) کہہ دو کہ: ''کیا تم واقعی اُس ذات کے ساتھ کفر کا معاملہ کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا اور اُس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہو؟ وہ ذات تو سارے جہانوں کی پرورش کرنے والی ہے۔اور اُس نے زمین میں جمے ہوئے پہاڑ پیدا کئے جو اُس کے اوپر ابھرے ہوئے ہیں، اور اُس میں برکت ڈال دی، اور اُس میں توازن کے ساتھ اُس کی غذائیں پیدا کیں۔سب کچھ چار دن میں۔تمام سوال کرنے والوں کے لیے برابر!۔ پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا، جب کہ وہ اُس وقت دھویں کی شکل میں تھا، اور اُس سے اور زمین سے کہا: ''چلے آؤ، چاہے خوشی سے یا زبردستی'' دونوں نے کہا: ''ہم خوشی خوشی آتے ہیں'' چنانچہ اُس نے دو دن میں اپنے فیصلے کے تحت اُن کے سات آسمان بنا دیئے اور ہر آسمان میں اُس کے مناسب حکم بھیج دیا۔اور ہم نے اِس قریب والے آسمان کو چراغوں سے سجایا، اور اسے خوب محفوظ کر دیا۔ یہ اُس ذات کی نپی تُلی منصوبہ بندی ہے جس کا اقتدار بھی کامل ہے، جس کا علم بھی مکمل۔

(45)وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ (37)فَإِنِ اسْتَكْبَرُوا فَالَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ يُسَبِّحُونَ لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْأَمُونَ) (38)س. (وَمِنْ آيَاتِهِ أَنَّكَ تَرَى الْأَرْضَ خَاشِعَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ إِنَّ الَّذِي أَحْيَاهَا لَمُحْيِي الْمَوْتَى إِنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (39) سورہ حمٓ السجدہ

(ترجمہ) اور اسی کی نشانیوں میں سے ہیں یہ رات اور دن اور سورج اور چاند۔ نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو اور سجدہ اُس اللہ کو کرو جس نے اُنہیں پیدا کیا ہے، اگر واقعی تمہیں اسی کی عبادت کرنی ہے۔ پھر بھی اگر یہ (کافر) تکبر سے کام لیں، تو (کرتے رہیں) کیوں کہ جو (فرشتے) تمہارے رب کے پاس ہیں وہ دن رات اس کی تسبیح کرتے ہیں اور وہ اکتاتے نہیں ہیں۔ اور اُس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تم زمین کو دیکھتے ہو کہ وہ مرجھائی پڑی ہے۔ پھر جونہی ہم نے اُس پر پانی اُتارا، وہ حرکت میں آ گئی۔ اور اس میں بڑھوتری پیدا ہوگئی۔ حقیقت یہ ہے کہ جس نے اُس زمین کو زندہ کیا وہی مُردوں کو بھی زندہ کرنے والا ہے۔ یقیناً وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(46)وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ وَلَكِن يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاءُ إِنَّهُ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ (27)وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِن بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنشُرُ رَحْمَتَهُ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ (28) سورہ الشوریٰ

(ترجمہ) اور اگر اللہ اپنے تمام بندوں کے لیے رزق کو کھلے طور پر پھیلا دیتا تو وہ

زمین میں سرکشی کرنے لگتے ،مگر وہ ایک خاص اندازے سے جتنا چاہتا ہے(رزق)اُتارتا ہے۔یقیناًوہ اپنے بندوں سے پوری طرح باخبر،اُن پر نظر رکھنے والا ہے۔ اور وہی ہے جو لوگوں کے ناامید ہونے کے بعد بارش برساتا اور اپنی رحمت پھیلا دیتا ہے،اور وہی ہے جو(سب کا) قابلِ تعریف رکھوالا ہے۔

(47)وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيهِمَا مِن دَابَّةٍ وَهُوَ عَلَى جَمْعِهِمْ إِذَا يَشَاءُ قَدِيرٌ (29) سورہ الشوریٰ

(ترجمہ)اور اس کی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں اور زمین کی پیدائش ، اور وہ جاندار جواُس نے ان دونوں میں پھیلا رکھے ہیں۔اور جب وہ چاہے،اُن کو جمع کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

(48)وَمِنْ آيَاتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ (32)إِن يَشَأْ يُسْكِنِ الرِّيحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلَى ظَهْرِهِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ (33) سورہ الشوری

(ترجمہ)اور اُس کی نشانیوں میں سے ہیں سمندر میں یہ پہاڑوں جیسے جہاز !اگر وہ چاہےتو ہوا کوٹھہرادے،جس سے یہ سمندر کی پشت پر کھڑے کے کھڑے رہ جائیں۔ یقیناًاس میں ہراُس شخص کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو صبر کا بھی خوگر ہو،شکر کا بھی۔

(49)وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ (9)الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْداً وَجَعَلَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلاً لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ (10) وَالَّذِي نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَأَنشَرْنَا بِهِ بَلْدَةً مَّيْتاً كَذَلِكَ تُخْرَجُونَ (11)وَالَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ

كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُم مِّنَ الْفُلْكِ وَالْأَنْعَامِ مَا تَرْكَبُونَ (12)لِتَسْتَوُوا عَلَى ظُهُورِهِ ثُمَّ تَذْكُرُوا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُولُوا سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ (13)وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنقَلِبُونَ (14) (سورہ الزخرف)

(ترجمہ)اور اگر تم ان (مشرکوں) سے پوچھو کہ سارے آسمان اور زمین کس نے پیدا کئے ہیں، تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ: ''اُنہیں اُس ذات نے پیدا کیا ہے جو اقتدار کی بھی مالک ہے، علم کی بھی مالک۔'' یہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا، اور اُس میں تمہارے لیے راستے بنائے، تا کہ تم منزل تک پہنچ سکو۔اور جس نے آسمان سے ایک خاص اندازے سے پانی اُتارا، پھر ہم نے اُس کے ذریعے ایک مردہ علاقے کو نئی زندگی دے دی۔اسی طرح تمہیں (قبروں سے) نکال کر نئی زندگی دی جائے گی۔اور جس نے ہر طرح کے جوڑے پیدا کئے، اور تمہارے لئے وہ کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم سواری کرتے ہو، تا کہ تم اُن کی پشت پر چڑھو، پھر جب اُن پر چڑھ کر بیٹھ جاؤ تو اپنے پروردگار کی نعمت کو یاد کرو، اور یہ کہو کہ: ''پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں دے دیا، ورنہ ہم میں یہ طاقت نہیں تھی کہ اِس کو قابو میں لا سکتے۔ اور بیشک ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

(50)وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ (31)أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَةَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُم

بَعْضاً سُخْرِيّاً وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ (32)وَلَوْلَا أَن يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَجَعَلْنَا لِمَن يَكْفُرُ بِالرَّحْمَنِ لِبُيُوتِهِمْ سُقُفاً مِّن فَضَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ (33) وَلِبُيُوتِهِمْ أَبْوَاباً وَسُرُراً عَلَيْهَا يَتَّكِؤُونَ (34)وَزُخْرُفاً وَإِن كُلُّ ذَلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ عِندَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ (35) سورہ الزخرف

(ترجمہ) اور کہنے لگے کہ: ''یہ قرآن دو بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہیں کیا گیا؟'' بھلا کیا یہ لوگ ہیں جو تمہارے پروردگار کی رحمت تقسیم کریں گے؟'' دنیوی زندگی میں اُن کی روزی کے ذرائع بھی ہم نے ہی ان کے درمیان تقسیم کر رکھے ہیں، اور ہم نے ہی ان میں سے ایک کو دوسرے پر درجات میں فوقیت دی ہے، تاکہ وہ ایک دوسرے سے کام لے سکیں۔ اور تمہارے پروردگار کی رحمت تو اُس (دولت) سے کہیں بہتر چیز ہے جو یہ جمع کر رہے ہیں۔ اور اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تمام انسان ایک ہی طریقے کے (یعنی کافر) ہو جائیں گے تو جو لوگ خدائے رحمان کے منکر ہیں، ہم اُن کے لیے اُن کے گھروں کی چھتیں بھی چاندی کی بنا دیتے، اور وہ سیڑھیاں بھی جن پر وہ چڑھتے ہیں۔ اور ان کے گھروں کے دروازے بھی، اور وہ تخت بھی جن پر وہ تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں۔ بلکہ انہیں سونا بنا دیتے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ بھی نہیں، صرف دنیوی زندگی کا سامان ہے۔ اور آخرت تمہارے پروردگار کے نزدیک پرہیزگاروں کے لیے ہے۔

(51)وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ (38)مَا خَلَقْنَاهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (39) سورہ الدخان

(ترجمہ) اور ہم نے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی چیزیں بے فائدہ کھیل کرنے کے لیے پیدا نہیں کردی ہیں۔ ہم نے انہیں برحق مقصد ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔ لیکن ان میں سے اکثر لوگ سمجھتے نہیں ہیں۔

(52)إِنَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّلْمُؤْمِنِينَ (3)وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِن دَابَّةٍ آيَاتٌ لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ (4)وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِن رِّزْقٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ آيَاتٌ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (5)تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَ اللَّهِ وَآيَاتِهِ يُؤْمِنُونَ (6) سورہ الجاثیہ

(ترجمہ) حقیقت یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین میں ماننے والوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔ اور خود تمہاری پیدائش میں، اور اُن جانوروں میں جو اُس نے (زمین میں) پھیلا رکھے ہیں، اُن لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو یقین کریں۔ نیز رات اور دن کے آنے جانے میں، اور اللہ نے آسمان سے رزق کا جو ذریعہ اُتارا، پھر اُس سے زمین کو اُس کے مردہ ہو جانے کے بعد نئی زندگی دی، اُس میں اور ہواؤں کی گردش میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیں۔ یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم تمہیں ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سنا رہے ہیں۔ اب اللہ اور اس کی آیتوں کے بعد کونسی بات ہے جس پر یہ لوگ ایمان لائیں گے؟

(53)اللَّهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيهِ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (12)وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعاً مِّنْهُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ

يَتَفَكَّرُونَ (13)(سورہ الجاثیہ

(ترجمہ) اللہ وہ ہے جس نے سمندر کو تمہارے کام میں لگا دیا ہے، تا کہ اُس کے حکم سے اُس میں کشتیاں چلیں، اور تا کہ تم اُس کا فضل تلاش کرو، اور تا کہ تم شکر ادا کرو۔ اور آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے، اُس سب کو اُس نے اپنی طرف سے تمہارے کام میں لگا رکھا ہے۔ یقیناً اس میں ان لوگوں کیلئے بڑی نشانیاں ہیں جو غور وفکر سے کام لیں۔

(54)وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَخْسَرُ الْمُبْطِلُونَ سورہ الجاثیہ

(ترجمہ) اور آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے، اور جس دن قیامت آ کھڑی ہوگی، اُس دن جو لوگ باطل پر ہیں، وہ سخت نقصان آٹھائیں گے۔

(55)مَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَمًّى وَالَّذِينَ كَفَرُوا عَمَّا أُنذِرُوا مُعْرِضُونَ (3)قُلْ أَرَأَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ ائْتُونِي بِكِتَابٍ مِّن قَبْلِ هَذَا أَوْ أَثَارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ (4) سور الاحقاف

ترجمہ:۔ہم نے آسمانوں اور زمین کو کسی برحق مقصد کے بغیر اور کسی متعین میعاد کے بغیر پیدا نہیں کر دیا ہے۔ اور جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے، وہ اُس چیز سے منہ موڑے ہوئے ہیں جس سے انہیں خبردار کیا گیا ہے۔ تم ان سے کہو کہ: "کیا تم نے اُن چیزوں پر کبھی غور کیا ہے جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو؟ مجھے دکھاؤ تو سہی کہ

انہوں نے زمین کی کون سی چیز پیدا کی ہے؟ یا آسمانوں (کی تخلیق) میں اُن کا کوئی حصہ ہے؟ میرے پاس کوئی ایسی کتاب لاؤ جو اس قرآن سے پہلے کی ہو، یا پھر کوئی روایت جس کی بنیاد علم پر ہو، اگر تم واقعی سچے ہو۔

(56) يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوباً وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (13) سوره الحجرات

ترجمہ:۔اے لوگو! حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے، اور تمہیں مختلف قوموں اور خاندانوں میں اس لیے تقسیم کیا ہے تا کہ تم ایک دوسرکی پہنچان کرسکو۔ درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو۔ یقین رکھو کہ اللہ سب کچھ جاننے والا، ہر چیز سے باخبر ہے۔

(57) أَفَلَمْ يَنظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَاهَا وَزَيَّنَّاهَا وَمَا لَهَا مِن فُرُوجٍ (6) وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ (7) تَبْصِرَةً وَذِكْرَى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ (8) وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُّبَارَكاً فَأَنبَتْنَا بِهِ جَنَّاتٍ وَحَبَّ الْحَصِيدِ (9) وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيدٌ (10) رِزْقاً لِّلْعِبَادِ وَأَحْيَيْنَا بِهِ بَلْدَةً مَّيْتاً كَذَلِكَ الْخُرُوجُ (11) سورہ ق

(ترجمہ) بھلا کیا انہوں نے اپنے اُوپر آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اُسے کیسے بنایا

ہے؟ اور ہم نے اُسے خوبصورتی بخشی ہے، اور اُس میں کسی قسم کے رخنے نہیں ہیں۔ اور زمین ہے کہ ہم نے اُسے پھیلادیا ہے، اور اُس میں پہاڑوں کے لنگر ڈال دیئے ہیں، اور اُس میں ہر طرح کی خوشنما چیزیں اگائی ہیں۔ تاکہ وہ اللہ سے لَو لگانے والے ہر بندے کے لیے بصیرت اور نصیحت کا سامان ہو۔ اور ہم نے آسمان سے برکتوں والا پانی اُتارا، پھر اُس کے ذریعے باغات اور وہ اناج کے دانے اُگائے جن کی کٹائی ہوتی ہے، اور کھجور کے اُونچے اُونچے درخت جن میں تہہ بر تہہ خوشے ہوتے ہیں تاکہ ہم بندوں کو رِزق عطا کریں، اور (اس طرح) ہم نے اُس پانی سے ایک مردہ پڑے ہوئے شہر کو زندگی دے دی۔ بس اِسی طرح (انسانوں کا قبروں سے) نکلنا بھی ہوگا۔

(58)وَالسَّمَاء بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ (47)وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُونَ (48)وَمِن كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (49) زاریات

(ترجمہ) اور آسمان کو ہم نے قوت سے بنایا ہے، اور ہم یقیناً وسعت پیدا کرنے والے ہیں۔ اور زمین کو ہم نے فرش بنایا ہے، چنانچہ ہم کیا خوب بچھانے والے ہیں اور ہر چیز کے ہم نے جوڑے پیدا کئے ہیں، تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

(59)أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ (35)أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بَل لَّا يُوقِنُونَ 36) سورہ الطور

ترجمہ:۔ کیا یہ لوگ بغیر کسی کے آپ سے آپ پیدا ہوگئے ہیں؟ یا یہ خود (اپنے) خالق ہیں؟ یا کیا آسمان اور زمین انہوں نے پیدا کئے ہیں؟ نہیں! بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ یقین نہیں رکھتے۔

(60)وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاؤُوا
بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى (31)　سورہ النجم

(ترجمہ) اور آسمانوں میں جو کچھ ہے، وہ بھی اور زمین میں جو کچھ ہے، وہ بھی اللہ ہی کا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ جنہوں نے بُرے کام کئے ہیں، وہ اُن کو اُن کے عمل کا بھی بدلہ دے گا، اور جنہوں نے نیک کام کئے ہیں اُن کو بہترین بدلہ عطا کرے گا۔

(61)وَأَنَّهُ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَى (45)مِن نُّطْفَةٍ إِذَا تُمْنَىٰ
(46)وَأَنَّ عَلَيْهِ النَّشْأَةَ الْأُخْرَى (47)　سورہ النجم

ترجمہ:۔ اور یہ کہ اسی نے نر اور مادہ کے دو جوڑے پیدا کئے ہیں۔ (وہ بھی صرف) ایک بوند سے جب وہ ٹپکائی جاتی ہے۔ اور یہ کہ دوسری زندگی دینے کا بھی اُسی نے ذمہ لیا ہے۔

(62)إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ (49) وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ
بِالْبَصَرِ (50)　سورہ القمر

ترجمہ:۔ ہم نے ہر چیز کو ناپ تول کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ اور ہمارا حکم بس ایک ہی مرتبہ آنکھ جھپکنے کی طرح (پورا) ہو جاتا ہے۔

(63)الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ (5)وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ (6)
وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ (7)　سورہ رحمان

ترجمہ:۔ سورج اور چاند ایک حساب میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اور بیلیں اور درخت سب اُس کے آگے سجدہ کرتے ہیں۔

(64)وَالْأَرْضَ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ (10)فِيهَا فَاكِهَةٌ وَالنَّخْلُ ذَاتُ
الْأَكْمَامِ (11)وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ (12) سورہ رحمان

ترجمہ:۔ اور زمین کو اُسی نے ساری مخلوقات کے لیے بنایا ہے ۔ اُسی میں میوے اور کھجور کے گابھوں والے درخت بھی ہیں ۔اور بھوسے والا غلہ اور خوشبودار پھول بھی ۔

(65)مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ (19)بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ (20)
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (21)يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ
(22)فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (23)وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنشَآتُ فِي
الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ (24) سورہ رحمان

ترجمہ:۔اسی نے دوسمندروں کواس طرح چلایا کہ وہ دونوں آپس میں مل جاتے ہیں۔(پھر بھی) اُن کے درمیان ایک آڑ ہوتی ہے کہ وہ دونوں اپنی حد سے بڑھتے نہیں۔اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ اِن دونوں سمندروں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے ۔اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے اور اُسی کے قبضے میں وہ جہاز ہیں جو پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہیں۔

(66)أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ (68)أَأَنتُمْ أَنزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ
أَمْ نَحْنُ الْمُنزِلُونَ (69)لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ أُجَاجاً فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ
(70)أَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ (71)أَأَنتُمْ أَنشَأْتُمْ شَجَرَتَهَا أَمْ نَحْنُ

الْمُنشِؤُونَ (72)نَحْنُ جَعَلْنَاهَا تَذْكِرَةً وَمَتَاعاً لِّلْمُقْوِينَ (73)
فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ (74) سورہ واقعہ

ترجمہ:۔ اچھا یہ بتاؤ کہ یہ پانی جو تم پیتے ہو کیا اُسے بادلوں سے تم نے اُتارا ہے، یا اُتارنے والے ہم ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو اُسے کڑوا بنا کر رکھ دیں، پھر تم کیوں شکر ادا نہیں کرتے؟ اچھا یہ بتاؤ کہ یہ آگ جو تم سلگاتے ہو، کیا اُس کا درخت تم نے پیدا کیا ہے، یا پیدا کرنے والے ہم ہیں؟ ہم نے ہی اُس کو نصیحت کا سامان اور صحرائی مسافروں کے لیے فائدے کی چیز بنایا ہے۔ لہٰذا (اے پیغمبر!) تم اپنے عظیم پروردگار کا نام لے کر اُس کی تسبیح کرو۔

(67)هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (4)لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ (5)يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَهُوَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (6) سورہ الحدید

ترجمہ:۔ وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا، پھر عرش پر استواء فرمایا۔ وہ ہر اس چیز کو جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتی ہے، اور جو اُس سے نکلتی ہے، اور ہر اُس چیز کو جو آسمان سے اُترتی ہے، اور جو اُس میں چڑھتی ہے، اور تم جہاں کہیں ہو، وہ تمہارے ساتھ ہے۔ اور جو کام بھی تم کرتے ہو، اللہ اس کو دیکھتا

ہے۔آسمانوں اورزمین کی بادشاہت اُسی کی ہے،اورتمام معاملات اللہ ہی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔وہ رات کودن میں داخل کردیتا ہےاوردن کورات میں داخل کردیتاہے،اوروہ سینوں میں چھپی ہوئی باتوں کوخوب جانتا ہے۔

(68)تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْکُ وَهُوَ عَلَی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (1) الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیَاةَ لِیَبْلُوَکُمْ أَیُّکُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُورُ (2)الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقاً مَّا تَرَی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمَنِ مِن تَفَاوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَی مِن فُطُورٍ (3)ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ کَرَّتَیْنِ یَنقَلِبْ إِلَیْکَ الْبَصَرُ خَاسِأً وَهُوَ حَسِیْرٌ (4)وَلَقَدْ زَیَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُوماً لِّلشَّیَاطِیْنِ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِیْرِ (5) سورہ ملک

ترجمہ:۔بڑی شان ہےاُس ذات کی جس کے ہاتھ میں ساری بادشاہی ہے،اوروہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔جس نے موت اورزندگی اس لیے پیدا کی تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل میں زیادہ بہتر ہے، اور وہی ہے جو مکمل اقتدار کا مالک، بہت بخشنے والا ہے،جس نے سات آسمان اوپر تلے پیدا کیئے۔تم خدائے رحمان کی تخلیق میں کوئی فرق نہیں پاؤ گے۔اب پھر سے نظر دوڑا کر دیکھو کیا تمہیں کوئی رخنہ نظر آتا ہے؟ پھر بار بار نظر دوڑاؤ،نتیجہ یہی ہوگا کہ نظر تھک ہار کر نامراد لوٹ آئے گی۔اورہم نے قریب والے آسمان کوروشن چراغوں سے سجا رکھا ہے،اوراُن کوشیطانوں پر پتھر برسانے کا ذریعہ بھی بنایا ہے،اوراُن کے لیے دہکتی آگ کا عذاب تیارکررکھا ہے۔

(69)هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولاً فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا
مِن رِّزْقِهِ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ (15) سورہ الملک

(ترجمہ) وہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو رام کر دیا ہے، لہٰذا تم اُس کے مونڈھوں پر چلو پھرو، اور اُس کا رزق کھاؤ، اور اُسی کے پاس دوبارہ زندہ ہوکر جانا ہے۔

(70)أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَافَّاتٍ وَيَقْبِضْنَ مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا
الرَّحْمَنُ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ (19)أَمَّنْ هَذَا الَّذِي هُوَ جُندٌ لَّكُمْ
يَنصُرُكُم مِّن دُونِ الرَّحْمَنِ إِنِ الْكَافِرُونَ إِلَّا فِي غُرُورٍ (20)أَمَّنْ
هَذَا الَّذِي يَرْزُقُكُمْ إِنْ أَمْسَكَ رِزْقَهُ بَل لَّجُّوا فِي عُتُوٍّ وَنُفُورٍ (21)
أَفَمَن يَمْشِي مُكِبّاً عَلَى وَجْهِهِ أَهْدَى أَمَّن يَمْشِي سَوِيّاً عَلَى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيمٍ (22)قُلْ هُوَ الَّذِي أَنشَأَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ
وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلاً مَّا تَشْكُرُونَ (23) سورہ ملک

ترجمہ:۔اور کیا انہوں نے پرندوں کو اپنے اوپر نظر اُٹھا کر نہیں دیکھا کہ وہ پروں کو پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں، اور سمیٹ بھی لیتے ہیں۔اُن کو خدائے رحمان کے سوا کوئی تھامے ہوئے نہیں ہے۔ یقیناً وہ ہر چیز کی خوب دیکھ بھال کرنے والا ہے ۔بھلا خدائے رحمٰن کے سوا وہ کون ہے جو تمہارا لشکر بن کر تمہاری مدد کرے؟ کافر لوگ تو نرے دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔اگر وہ اپنا رزق بند کر دے تو بھلا وہ کون ہے جو تمہیں رزق عطا کر سکے؟ اس کے باوجود وہ سرکشی اور بیزاری پر جمے ہوئے ہیں۔ بھلا جو شخص اپنے منہ کے بل اوندھا چل رہا ہو، وہ منزل تک زیادہ

پہنچنے والا ہوگا یا وہ جو ایک سیدھے راستے پر چل رہا ہو؟ کہہ دو کہ: ''وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، اور تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے۔ مگر تم لوگ شکر تھوڑا ہی کرتے ہو۔

(71)فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّاراً (10) يُرْسِلِ السَّمَاء عَلَيْكُم مِّدْرَاراً (11)وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَل لَّكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَل لَّكُمْ أَنْهَاراً (12)مَّا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَاراً (13)وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَاراً (14)أَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللَّهُ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقاً (15)وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُوراً وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجاً (16)وَاللَّهُ أَنبَتَكُم مِّنَ الْأَرْضِ نَبَاتاً (17)ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجاً (18)وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ بِسَاطاً (19)لِتَسْلُكُوا مِنْهَا سُبُلاً فِجَاجاً (20) سورہ نوح

(ترجمہ) چنانچہ میں نے کہا کہ: اپنے پروردگار سے مغفرت مانگو، یقین جانو وہ بہت بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا، اور تمہارے مال اور اولاد میں ترقی دے گا، اور تمہارے لیے باغ پیدا کرے گا، اور تمہاری خاطر نہریں مہیا کردے گا۔ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ کی عظمت سے بالکل نہیں ڈرتے ؟ حالانکہ اُس نے تمہیں تخلیق کے مختلف مرحلوں سے گذار کر پیدا کیا ہے۔ کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ نے کس طرح سات آسمان اُوپر تلے پیدا فرمائے ہیں؟ اور اُن میں چاند کو نور بنا کر اور سورج کو چراغ بنا کر پیدا کیا ہے۔ اور اللہ نے تمہیں زمین سے بہترین طریقے پر اُگایا ہے۔ پھر وہ تمہیں دوبارہ اُسی میں بھیج دے گا، اور

(وہیں سے پھر) باہر نکال کھڑا کرے گا۔ اور اللہ نے ہی تمہارے لیے زمین کو ایک فرش بنا دیا ہے، تا کہ تم اُس کے کھلے ہوئے راستوں پر چلو۔

(72)أَيَحۡسَبُ الۡإِنسَانُ أَن يُتۡرَكَ سُدًى (36)أَلَمۡ يَكُ نُطۡفَةً مِّن مَّنِيٍّ يُمۡنَى (37)ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوَّى (38)فَجَعَلَ مِنۡهُ الزَّوۡجَيۡنِ الذَّكَرَ وَالۡأُنثَى (39)أَلَيۡسَ ذَلِكَ بِقَادِرٍ عَلَى أَن يُحۡيِيَ الۡمَوۡتَى (40)سوره القيامه

(ترجمہ) کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ اُسے یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا؟ ۔کیا وہ اُس منی کا ایک قطرہ نہیں تھا جو (ماں کے رحم میں) ٹپکایا جاتا ہے؟ ۔پھر وہ ایک لوتھڑا بنا، پھر اللہ نے اُسے بنایا، اور اُسے ٹھیک ٹھاک کیا، نیز اُسی سے مرد اور عورت کی دو صنفیں بنائیں، ۔کیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ مُردوں کو پھر سے زندہ کر دے؟

(73)هَلۡ أَتَى عَلَى الۡإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهۡرِ لَمۡ يَكُن شَيۡئاً مَّذۡكُوراً (1)إِنَّا خَلَقۡنَا الۡإِنسَانَ مِن نُّطۡفَةٍ أَمۡشَاجٍ نَّبۡتَلِيهِ فَجَعَلۡنَاهُ سَمِيعاً بَصِيراً (2)إِنَّا هَدَيۡنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِراً وَإِمَّا كَفُوراً (3) سورہ الدھر

ترجمہ:۔انسان پر کبھی ایسا وقت آیا ہے کہ نہیں، جب وہ کوئی قابلِ ذکر چیز نہیں تھا؟ ہم نے انسان کو ایک ملے جلے نطفے سے پیدا کیا، پھر اُسے ایسا بنایا کہ وہ سنتا بھی ہے، دیکھتا بھی ہے، ہم نے اُسے راستہ دکھایا کہ وہ یا تو شکر گذار ہو، یا ناشکرا بن جائے۔

(74)أَلَمۡ نَخۡلُقكُّم مِّن مَّاء مَّهِينٍ (20)فَجَعَلۡنَاهُ فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ (21)إِلَى قَدَرٍ مَّعۡلُومٍ (22)فَقَدَرۡنَا فَنِعۡمَ الۡقَادِرُونَ (23)وَيۡلٌ يَوۡمَئِذٍ

لِّلْمُكَذِّبِينَ (24)أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفَاتاً (25)أَحْيَاء وَأَمْوَاتاً
(26)وَجَعَلْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ شَامِخَاتٍ وَأَسْقَيْنَاكُم مَّاء فُرَاتاً (27)

سورہ المرسلٰت

(ترجمہ) کیا ہم نے تمہیں ایک حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا؟ پھر ہم نے اُسے مقررہ وقت تک ایک مضبوط قرار کی جگہ میں رکھا، پھر ہم نے توازن پیدا کیا، چنانچہ اچھا توازن پیدا کرنے والے ہم ہیں! بڑی خرابی ہوگی اُس دن ایسے لوگوں کی جو حق کو جھٹلاتے ہیں۔ کیا ہم نے زمین کو ایسا نہیں بنایا کہ وہ سمیٹ کر رکھنے والی ہے زندوں کو بھی، اور مردوں کو بھی؟ اور ہم نے اُس میں گڑے ہوئے اونچے اونچے پہاڑ پیدا کیئے، اور تمہیں میٹھے پانی سے سیراب کرنے کا انتظام کیا۔

(75)أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ مِهَاداً (6)وَالْجِبَالَ أَوْتَاداً (7)وَخَلَقْنَاكُمْ
أَزْوَاجاً (8)وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتاً (9)وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاساً (10)
وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشاً (11)وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعاً شِدَاداً (12)وَجَعَلْنَا
سِرَاجاً وَهَّاجاً (13)وَأَنزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَاء ثَجَّاجاً (14)
لِنُخْرِجَ بِهِ حَبّاً وَنَبَاتاً (15)وَجَنَّاتٍ أَلْفَافاً (16) سورہ نبا

ترجمہ:۔ کیا ہم نے زمین کو ایک بچھونا نہیں بنایا؟ اور پہاڑوں کو (زمین میں گڑی ہوئی) میخیں؟ اور تمہیں (مرد و عورت کے) جوڑوں کی شکل میں ہم نے پیدا کیا اور تمہاری نیند کو تھکن دور کرنے کا ذریعہ ہم نے بنایا اور رات کو کو پردے کا سبب ہم نے بنایا اور دن کو روزی حاصل کرنے کا وقت ہم نے قرار دیا اور ہم نے ہی

تمہارے اوپر سات مضبوط وجود (آسمان) تعمیر کئے، اور ہم نے ہی ایک دھکتا ہوا چراغ (سورج) پیدا کیا اور ہم نے ہی بھرے ہوئے بادلوں سے موسلا دھار پانی برسایا تا کہ اُس سے غلہ اور دوسری سبزیاں بھی اُ گائیں اور گھنے باغات بھی۔

(76)أَأَنتُمْ أَشَدُّ خَلْقاً أَمِ السَّمَاء بَنَاهَا (27)رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوَّاهَا
(28)وَأَغْطَشَ لَيْلَهَا وَأَخْرَجَ ضُحَاهَا (29)وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَلِكَ
دَحَاهَا (30)أَخْرَجَ مِنْهَا مَاءهَا وَمَرْعَاهَا (31)وَالْجِبَالَ أَرْسَاهَا
(32)مَتَاعاً لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ (33) سورہ النازعات

ترجمہ:۔(انسانو!) کیا تمہیں پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے، یا آسمان کو؟ اُس کو اللہ نے بنایا ہے، اُس کی بلندی اُٹھائی ہے، پھر اسے ٹھیک کیا ہے اور اُس کی رات کو اندھیری بنایا ہے، اور اُس کے دن کی دُھوپ باہر نکال دی ہے اور زمین کو اُس کے بعد بچھا دیا ہے، اُس میں سے اُس کا پانی اور اس کا چارہ نکالا ہے، اور پہاڑوں کو گاڑ دیا ہے، تا کہ تمہیں اور تمہارے مویشیوں کو فائدہ پہنچائے۔

(77)قُتِلَ الْإِنسَانُ مَا أَكْفَرَهُ (17)مِنْ أَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهُ (18)مِن
نُّطْفَةٍ خَلَقَهُ فَقَدَّرَهُ (19)ثُمَّ السَّبِيلَ يَسَّرَهُ (20)ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ
(21)ثُمَّ إِذَا شَاء أَنشَرَهُ (22)كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَا أَمَرَهُ (23)فَلْيَنظُرِ
الْإِنسَانُ إِلَى طَعَامِهِ (24)أَنَّا صَبَبْنَا الْمَاء صَبّاً (25)ثُمَّ شَقَقْنَا
الْأَرْضَ شَقّاً (26)فَأَنبَتْنَا فِيهَا حَبّاً (27)وَعِنَباً وَقَضْباً (28)وَزَيْتُوناً
وَنَخْلاً (29)وَحَدَائِقَ غُلْباً (30)وَفَاكِهَةً وَأَبّاً (31)مَّتَاعاً لَّكُمْ

وَلِأَنْعَامِكُمْ (32) (عبس)

ترجمہ:۔خدا کی مار ہوا ایسے انسان پر، وہ کتنا ناشکرا ہے! (وہ ذرا سوچے کہ) اللہ نے اُسے کس چیز سے پیدا کیا؟ نطفے کی ایک بوند سے! اُسے پیدا بھی کیا، پھر اس کو ایک خاص انداز بھی دیا، پھر اس کے لیے راستہ بھی آسان بنا دیا، پھر اُسے موت دی، اور قبر میں پہنچا دیا، پھر جب چاہے گا، اسے دوبارہ اُٹھا کر کھڑا کر دے گا۔ ہرگز نہیں! جس بات کا اللہ نے اُسے حکم دیا تھا، ابھی تک اُس نے وہ پوری نہیں کی۔ پھر ذرا انسان اپنے کھانے ہی کو دیکھ لے! کہ ہم نے اوپر سے خوب پانی برسایا، پھر ہم نے زمین کو عجیب طرح پھاڑا، پھر ہم نے اُس میں غلے اُگائے اور انگور اور ترکاریاں اور زیتون اور کھجور اور گھنے گھنے باغات، اور میوے اور چارہ، سب کچھ تمہارے اور تمہارے مویشیوں کے فائدے کی خاطر!

(78)سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى (1)الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّى (2)وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَى (3)وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعَى (4)فَجَعَلَهُ غُثَاء أَحْوَى (5)

سورہ اعلیٰ

ترجمہ:۔اپنے پروردگار کی تسبیح کرو جس کی شان سب سے اونچی ہے، جس نے سب کچھ پیدا کیا، اور ٹھیک ٹھیک بنایا، اور جس نے ہر چیز کو ایک خاص انداز دیا، پھر راستہ بتایا، اور جس نے سبز چارہ (زمیں سے) نکالا، پھر اُسے کالے رنگ کا کوڑا بنا دیا۔

(79)أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ (17)وَإِلَى السَّمَاء كَيْفَ رُفِعَتْ (18)وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ (19)وَإِلَى الْأَرْضِ

كَيْفَ سُطِحَتْ (20) سورہ الغاشیہ

ترجمہ:۔تو کیا یہ لوگ اونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ انہیں کیسے پیدا کیا گیا؟اور آسمان کو کہ اُسے کس طرح بلند کیا گیا؟اور پہاڑوں کو کہ انہیں کس طرح گاڑا گیا؟اور زمین کو کہ اُسے کیسے بچھایا گیا؟۔

(80)أَلَمْ نَجْعَل لَّهُ عَيْنَيْنِ (8)وَلِسَاناً وَشَفَتَيْنِ (9)وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ (10) سورہ البلد

ترجمہ:۔کیا ہم نے اُسے دو آنکھیں نہیں دیں؟اور ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں دیئے؟اور ہم نے اُس کو دونوں راستے بتادیئے ہیں۔

(81)لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِيْ أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (4)ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِيْنَ (5) سورہ التین

ترجمہ:۔کہ ہم نے انسان کو بہترین سانچے میں ڈھال کر پیدا کیا ہے، پھر ہم اُسے پستی والوں میں سب سے زیادہ نچلی حالت میں کردیتے ہیں۔

دنیا ایک امتحان گاہ ہے

أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُواْ الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُم مَّثَلُ الَّذِينَ خَلَوْاْ مِن قَبْلِكُم مَّسَّتْهُمُ الْبَأْسَاء وَالضَّرَّاء وَزُلْزِلُواْ حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُواْ مَعَهُ مَتَى نَصْرُ اللّهِ أَلا إِنَّ نَصْرَ اللّهِ قَرِيبٌ . البقرہ (214)

ترجمہ: (مسلمانو!) کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تم جنت میں (یونہی) داخل ہو جاؤ گے، حالانکہ ابھی تمہیں اس جیسے حالات پیش نہیں آئے جیسے ان لوگوں کو پیش آئے تھے جو تم سے پہلے ہو گذرے ہیں۔ ان پر سختیاں اور تکلیفیں آئیں، اور انہیں ہلا ڈالا گیا یہاں تک کہ رسول اور ان کے ایمان والے ساتھی بول اُٹھے کہ "اللہ کی مدد کب آئے گی؟"، یاد رکھو! اللہ کی مدد نزدیک ہے۔

أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُواْ الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّهُ الَّذِينَ جَاهَدُواْ مِنكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ال عمرانَ(142)

(ترجمہ) بھلا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ (یونہی) جنت کے اندر جا پہنچو گے؟ حالانکہ ابھی تک اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کو جانچ کر نہیں دیکھا جو جہاد کریں، اور نہ ان کو جانچ کر دیکھا ہے جو ثابت قدم رہنے والے ہیں۔

أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تُتْرَكُواْ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّهُ الَّذِينَ جَاهَدُواْ مِنكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُواْ مِن دُونِ اللّهِ وَلاَ رَسُولِهِ وَلاَ الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً وَاللّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُون (التوبہ 16)

(ترجمہ) بھلا کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تمہیں یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا، حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو دیکھا ہی نہیں کہ تم میں سے کون لوگ جہاد کرتے ہیں، اور اللہ، اس کے رسول اور مومنوں کے سوا کسی اور کو خصوصی راز دار نہیں بناتے؟ اور تم جو کچھ

کرتے ہو، اللہ اُس سے پوری طرح باخبر ہے۔

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثاً وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ. المومنون (115)

(ترجمہ) بھلا کیا تم یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ ہم نے تمھیں یونہی بے مقصد پیدا کر دیا، اور تمھیں واپس ہمارے پاس نہیں لایا جائے گا؟

أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ (2) وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ (3) العنکبوت

(ترجمہ) کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ انہیں یونہی چھوڑ دیا جائے گا کہ بس وہ یہ کہہ دیں کہ: ''ہم ایمان لے آئے'' اور ان کو آزمایا نہ جائے؟ حالانکہ ہم نے ان سب کی آزمائش کی ہے جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں۔ لہٰذا اللہ ضرور معلوم کر کے رہے گا کہ کون لوگ ہیں جنہوں نے سچائی سے کام لیا ہے، اور وہ یہ بھی معلوم کر کے رہے گا کہ کون لوگ جھوٹے ہیں۔

إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعاً بَصِيراً (2) إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِراً وَإِمَّا كَفُوراً (3) سورہ دھر

(ترجمہ) ہم نے انسان کو ایک ملے جلے نطفے سے پیدا کیا پھر اُسے ایسا بنایا کہ وہ سنتا بھی ہے، دیکھتا بھی ہے۔ ہم نے اُسے راستہ دکھایا کہ وہ یا تو شکر گذار ہو، یا ناشکرا بن جائے۔

خلاصۂ کتاب

ہم نے اس کتاب کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے پہلے حصے میں ہم نے قرآن اور حدیث سے یہ ثابت کر کے دیا ہے کہ اللہ نے انسان کو کیوں پیدا کیا اور اس قسم کا قصد کیوں فرمایا۔ دوسرے حصے میں صرف آیات قرآنی سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اللہ نے انسان کے ارد گرد یہ اتنی بڑی کائنات کیوں پھیلائی اور آخر پر آیات قرانی سے یہ ثابت کیا ہے کہ انسان کو اس دنیا میں محض آزمانے کے لیے اللہ رب العزت نے پیدا فرمایا ہے۔

خلاصۃ الخلاصہ اس کتاب کا یہ ہے کہ اللہ اپنے ذاتی ارادہ سے ایک جنتی معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہے لیکن ایسے جنتی معاشرے کے لائق کون افراد ہونگے۔ اللہ نے ان کی جانچ کے لیے اس وسیع کائنات کو پھیلایا۔ اور اِس جہان فانی میں اللہ اپنے ان خاص بندوں کو دیکھنا چاہتا ہے جو غائبانہ طور اللہ سے ایسے ڈرنے والے ہوں جیسا وہ اس احکم الحاکمین کے سامنے ڈرتے۔ گویا اللہ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون شخص یومنون بالغیب کے تحت ایسا ڈرنے والا ہے جیسے اس کو دیکھ کر ڈرنے والا ہو۔ یہی لوگ دراصل جنتی معاشرے کے حقیقی امیدوار ہیں۔ اور جو بندے اس امتحان میں کامیاب نہیں ہو جائیں گے اللہ ان کو کوڑے کرکٹ کی طرح جہنم کے ڈسٹ بن میں پھینک دے گا۔ جہاں وہ ہمیشہ حسرت اور افسوس میں زندگی گذاریں گے۔ اس کے علاوہ آیات قرآنی سے یہ ثابت کرنے کی کوشش بھی کی ہے کہ جہاں یہ کائنات انسان کے لیے ایک آزمائش گاہ ہے وہیں یہ ایک ایسی جگہ بھی ہے جو انسان کو ہمیشہ جھنجھوڑتی ہے کہ یہ کائنات اور اس کا مکمل نظام بغیر چلانے والے کے چل نہیں سکتا اور اس کا چلانے والا ہی انسان کا مقصدِ تخلیق بیان

فرما سکتا ہے۔اب ہمارے لیے یہ ایک واجبی امر بن جاتا ہے کہ ہم مقصدِ تخلیقِ آدم وکائنات کے لیے ایسے فلسفیوں کی طرف رجوع نہ کریں جو ہماری ہی طرح اس معاملے میں بے بس و بے کس ہیں۔

جو راز فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

اللہ اس کتاب کو قارئین کے لیے ذریعہ ہدایت بنائے اور مصنف اور اس کے متعلقین کے لیے ذریعہ مغفرت بنائے۔آمین

NOTES